مسائلِ عیدین

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی



فہرست موضوعات

۱۲۔نماز عیدین کا وقت

۱۳۔نماز عیدین سے پہلے اذان واقامت یا اور کوئی ندا نہیں

۱۴۔عیدگاہ میں سترے کا اہتمام کرنا

۱۵۔نماز عید کی رکعتیں

۱۶۔نماز عیدین میں تکبیرات زائدہ کی تعداد اور وقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ .

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾(۱)

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾(۲)

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ☆ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾(۳)

اما بعد!

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے تمام شعبوں

---

۱. سورہ آل عمران / الآیۃ ۱۰۲ .

۲. سورہ النساء / الآیۃ ۱ .

۳. سورہ احزاب / الآیتان ۷۰، ۷۱.

اور لوگوں کے سارے احوال کے بارے میں راہ نمائی موجود ہے۔ اللہ عزوجل نے اہل اسلام کو دو عیدیں عطا فرمائی۔ لیکن انہیں ان دو موقعوں پر بھی اس طرح نہیں چھوڑا گیا کہ وہ ان میں جو چاہیں کریں، اور جو چاہیں چھوڑ دیں، بلکہ کتاب وسنت میں ان کے احکام ومسائل کو بیان کیا گیا ہے تاکہ مسلمان خوشی اور مسرت کے ان دو موقعوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طرزِ عمل اختیار کر کے دنیا وآخرت کی خیر وبرکات اور سعادتیں حاصل کرسکیں۔

مولائے کریم کی توفیق سے عیدین کے احکام ومسائل کو سمجھنے، سمجھانے، عمل کرنے اور دیگر برادران اسلام کو ان پر دعوتِ عمل دینے کی غرض سے اس کتاب میں حقیری کوشش کی گئی ہے۔

کتاب کی تیاری میں پیش نظر امور:

مولائے رحمٰن ورحیم کے فضل وکرم سے اس سلسلے میں درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

١۔ اس کتاب کی بنیاد اور اساس قرآن وسنت ہے۔

٢۔ احادیث شریفہ کو ان کے اصلی مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق علمائے امت کے اقوال پیش کئے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کے ثبوت پر اجماع امت کی بنا پر ان کے بارے میں علمائے امت کے اقوال درج نہیں کئے گئے۔ (1)

١۔ ملاحظہ ہو: مقدمة النووي شرح صحيح مسلم ص ١٤ ، ونزهة النظر في توضيح نخبة الفكر ص ٢٩.

۳۔آیات کریمہ اوراحادیث شریفہ سے استدلال کرتے وقت کتب تفسیر اورشروح حدیث سے استفادے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴۔متعلقہ مسائل کے بارے میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال،اور علمائے امت کی تحریرات سے استفادہ کی مقدور بھر سعی کی گئی ہے۔

۵۔اختلافی مسائل میں کتاب وسنت کے موافق قول کو پیش کرنے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔

۶۔جن مسائل کے متعلق ثابت شدہ صریح حدیث تک رسائی نہیں ہوسکی ان کے متعلق حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال واعمال کودرج کردیا گیا ہے۔

۷۔مسائل عیدین کے سلسلے میں بعض غلطیوں کی نشاندہی متعلقہ مسائل کے آخرمیں [تنبیہ] کے عنوان سے کی گئی ہے۔

۸۔کتاب کے آخرمیں مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کی گئی ہیں، تاکہ مراجعت کرنے والوں کوان تک رسائی میں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کتاب کا خاکہ:

مولائے رؤوف ودود کی توفیق سے اس کتاب کی تقسیم درج ذیل انداز میں کی گئی ہے:

پیش لفظ

عیدین کے متعلق اٹھائیس مسائل:

[ہرایک مسئلہ مستقل نمبراورعنوان کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے]

خاتمہ:

[کتاب میں بیان کردہ مسائل کا خلاصہ اور مسلمانان عالم سے اپیل]

شکر و دعا:

بندہ ناتواں اپنے رب رحیم وکریم کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہے کہ اس کی توفیق سے اس موضوع کے سلسلے میں کام کا آغاز ہوا، اور اب اس ہی سے اس حقیر اور معمولی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمانے کی عاجزانہ التجا ہے۔[رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ]

اپنے عزیز القدر بیٹوں حافظ حماد الٰہی، حافظ سجاد الٰہی، عباد الٰہی اور عزیزات القدر بیٹیوں کے لئے دعا گو ہوں کہ انہوں نے کتاب کی تیاری اور مراجعت میں خوب تعاون کیا۔

اپنی اہلیہ اور سب بیٹوں بیٹیوں کے لئے دعا گو ہوں کہ انہوں نے میری مصروفیات کا خیال رکھا اور مقدور بھر میری خدمت کی جزاھم اللہ تعالیٰ جمیعا خیر الجزاء فی الدارین .

رب ذوالجلال اس کتاب کو میرے اور سب قارئین کرام کے لئے ذریعہ نجات بنادے آمین۔ یا حي یا قیوم

وصلّى الله تعالى على نبيّنا وعلى آله وأصحابه وأتباعه وبارك وسلم۔

۱۔ عید کے دن غسل کا مستحب ہونا

نمازِ عید کے لئے جانے سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے۔ امام ابن قدامہؒ بیان کرتے ہیں کہ عید کے لئے غسل کرنا مستحب ہے[۱]۔ اس بات پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کو امام ابن ماجہؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ ، جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ ، فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ ، وَإِنْ كَانَ طِيْبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ ، وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ''.[۲]

''یقیناً اس (جمعہ کے دن) کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید بنایا ہے۔ پس جو شخص جمعہ کے لئے آئے اس کو چاہیے کہ غسل کرے۔ اور اگر خوشبو میسر ہو تو اس کو استعمال کرے، اور مسواک کو لازم کرو''۔

اس حدیث شریف میں جب جمعہ کے دن غسل کرنے، خوشبو استعمال کرنے اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لئے عید بنایا ہے تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ ضروری اور پسندیدہ ہوگا۔ امام ابن قدامہؒ نے تحریر کیا ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ

۱۔ ملاحظہ ہو: المغني ۲۵۶/۳ ؛ نیز ملاحظہ ہو: الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ۲۵۷/۴ ؛ وبدائع الصنائع ۲۷۹/۱۔

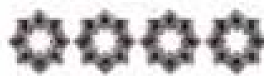
۲۔ سنن ابن ماجه ، أبواب إقامة الصلاة ، باب ما جاء في الزينة يوم الجمعة ، رقم الحديث ۱۰۸۵ ، ۱۹۷/۱-۱۹۸۔ حافظ منذریؒ نے اس حدیث کی اسناد کو [حسن] قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ۴۹۸/۱) اور شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ۱۸۱/۱)۔

نے ان باتوں کی علت یہ بیان فرمائی کہ جمعہ عید ہے"۔ (۱)

علاوہ ازیں امام مالکؒ نے حضرت نافعؒ سے روایت نقل کی ہے کہ:

"أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلّٰى". (۲)

"بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے"۔



۲۔ بہترین کپڑے پہن کر عید کے لئے جانا

عید کے لئے بہترین لباس پہن کر جانا مستحب ہے (۳)۔ امام ابن قیمؒ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کے موقع پر اپنا سب سے زیادہ خوبصورت لباس پہنتے تھے (۴)۔ اس بات کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کو امام

۱۔ المغني ۳/۲۵۷۔

۲۔ الموطأ، کتاب العیدین، باب العمل في غسل العیدین، والنداء فیهما، والإقامة، رقم الروایة ۲، ۱/۱۷۷۔ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، کتاب صلاة العیدین، باب الاغتسال في یوم العید، رقم الروایة ۵۷۵۳، ۳/۳۰۹؛ ومصنف ابن أبي شیبه، کتاب الصلوات، في الغسل یوم العیدین، ۲/۱۸۱۔ امام عبدالرزاقؒ نے اس روایت کے نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے: "وأنا أفعله" [ترجمہ: اور میں بھی [غسل] کرتا ہوں] (المصنف ۳/۳۰۹)۔ امام نوویؒ نے اس روایت کو [صحیح] قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: المجموع ۵/۱۰؛ نیز ملاحظہ ہو: زاد المعاد ۱/۱۲۱)۔

۳۔ ملاحظہ ہو: الأوسط ۴/۲۶۴؛ وبدائع الصنائع ۱/۲۷۹؛ والمغني ۳/۲۵۷۔

۴۔ زاد المعاد ۱/۱۲۱۔

طبرانیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيْدِ بُرْدَةً حُمْرَاءَ''. (۱)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن سرخ دھاریوں والی چادر زیب تن فرماتے تھے''۔

عید کے موقع پر عمدہ لباس پہننے کے لئے اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے، جس کو امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک موٹے ریشمی جبہ کو، جو بازار میں فروخت ہو رہا تھا، اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْتَعْ هٰذِهِ، تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَالْوُفُوْدِ''.

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسے خرید لیجئے اور عید اور وفود سے ملاقات کے وقت زینت کے لئے پہنا کیجئے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ''. (۲)

''یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا [آخرت میں] کچھ حصہ نہیں''۔

۱۔ مجمع الزوائد، أبواب العيدين، باب اللباس يوم العيد، ۱۹۸/۲۔ اور اس کے بارے میں حافظ ہیثمیؒ نے تحریر کیا ہے: ''اس کو طبرانی نے [الأوسط] میں روایت کیا ہے اور اس کے روایت کرنے والے [ثقہ] ہیں'' (مرجع سابق ۱۹۸/۲)؛ نیز ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۱۲۷۹، ۲۷۴/۳۔

۲۔ صحيح البخاري، كتاب العيدين، جزء من رقم الحديث ۹۴۸، ۴۳۹/۲۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

[بَابٌ فِي الْعِيدَيْنِ وَالتَّجَمُّلِ فِيهِ] (۱)

[عیدین اور ان کے موقع پر زینت کا اہتمام کرنے کے بارے میں باب]

حافظ ابن حجرؒ تحریر کرتے ہیں کہ حدیث کا یہ عنوان اس بات سے لیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید اور وفود سے ملاقات کے وقت زینت کا اہتمام کرنے کی تجویز پر کچھ اعتراض نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے صرف اس جبہ کی خریداری کے بارے میں مشورے سے سرزنش کی (کیونکہ مردوں کے لئے ریشمی جبہ پہننا حرام ہے) (۲)

علامہ سندھیؒ رقم طراز ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تجویز سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عید کے دن زینت کا اہتمام کرنا ان کے ہاں ایک معروف دستور تھا اور آپ ﷺ کے اس پر اعتراض نہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ طریقہ [اسلام میں بھی] باقی ہے۔ (۳)

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں امام بیہقیؒ نے نافعؒ سے روایت نقل کی ہے کہ:

"أَنَّ ابنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا كَانَ يَلْبَسُ فِي الْعِيدَيْنِ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ". (۴)

۱۔ مرجع سابق ۲/۴۳۹۔

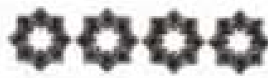
۲۔ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/۴۳۹۔

۳۔ ملاحظہ ہو: حاشيه السندي على سنن النسائي ۳/۱۸۱۔

۴۔ السنن الكبرىٰ، كتاب صلاة العيدين، باب الزينة للعيد، رقم الرواية ⟸

''بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عیدین کے موقع پر اپنا سب سے عمدہ لباس زیب تن کرتے تھے''۔

تنبیہ: عیدین کے موقع پر بہترین لباس پہننے کے سلسلے میں یہ تنبیہ ضروری ہے کہ کوئی مسلمان اس غرض سے اپنے وسائل سے تجاوز نہ کرے کیونکہ ایسا کرنا درست نہیں۔ ہر مسلمان اپنے وسائل کی حدود میں عمدہ لباس پہنے۔



۳۔ عیدین میں کھانا

مولائے کریم کی توفیق سے عیدین کے موقع پر کچھ کھانے کے متعلق گفتگو درج ذیل تین نکات کے ضمن میں پیش کی جارہی ہے:

ا۔ عید الفطر میں روانگی سے پہلے کھجوریں تناول کرنا:

عید الفطر میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ نماز عید کے لئے روانہ ہونے سے پہلے طاق تعداد میں کھجوریں کھائی جائیں۔ اس بات پر دلالت کرنے والی احادیث میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا۔ امام بخاریؒ نے حضرت انس ﷜ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَغْدُوْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَأْکُلَ تَمَرَاتٍ''.(۱)

==> ۶۱۴۳، ۳/۳۹۸۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی اسناد کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/۴۳۹).

۱۔ صحیح البخاري، کتاب العیدین، باب الأکل یوم الفطر قبل الخروج، رقم الحدیث ۹۵۳، ۲/۴۴۶۔

"رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن کھجوریں تناول فرمائے بغیر نہ نکلتے".

۲۔امام حاکمؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

"مَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وِتْرًا". (۱)

"رسول اللہ ﷺ کبھی بھی عید الفطر کے دن تین، پانچ، سات یا اس سے کم یا زیادہ تعداد میں کھجوریں تناول کیے بغیر نہ نکلتے، کھجوروں کی تعداد بہر صورت طاق ہوتی"۔

عید الفطر میں روانگی سے پہلے کھجوریں کھانے کی حکمت:

عید الفطر کے روز صبح سویرے کھجوریں تناول کرنے میں بندے کی طرف سے اپنے مولائے کریم کے حکم کی فوری تعمیل کا اقرار و اظہار ہے بندہ اپنے عمل سے اس بات کا اعلان کرتا ہے: اے میرے مالک! آپ نے روزے رکھنے کا حکم دیا تو میں نے روزے رکھے۔اب آپ کا حکم روزے چھوڑنے کا ہے تو میں صبح سویرے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی خاطر کھجوریں تناول کر رہا ہوں۔ (۲)

۱۔المستدرک علی الصحیحین ، کتاب صلاۃ العیدین ، ۱/ ۲۹۴ ۔امام حاکمؒ نے اس حدیث کو امام مسلمؒ کی شرط پر [صحیح] قرار دیا ہے۔اور حافظ ذہبی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔(ملاحظہ ہو: التلخیص ۱/ ۲۹۴)۔امام ابن حبانؒ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔البتہ اس میں [أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وِتْرًا] کے الفاظ نہیں۔(ملاحظہ ہو: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ، كتاب صلاة ، باب العيدين ، ذكر ما يستحب للمرء أن يكونَ أكلهُ التمرَ يومَ العيد وترًا لا شفعاً ، رقم الحديث ۲۸۱۴ ، ۷/ ۵۳)۔

۲۔ملاحظہ ہو: المغني ۳/ ۲۵۹ ؛ وفتح الباري ۲/ ۴۴۷۔

اگر کھجوریں میسر نہ ہوں تو کھانے کی جو چیز میسر ہو وہی تناول کر لی جائی، اور اگر پانی کے سوا اور کچھ موجود نہ ہو تو پانی ہی پی لیا جائے۔(۱)

ب۔ عیدالاضحیٰ میں نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانا:

عیدالاضحیٰ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ نماز عید کے بعد اپنی قربانی کے گوشت سے روز عید کے کھانے کی ابتدا کرے۔ امام ترمذیؒ نے حضرت بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ، وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ".(۲)

"عیدالفطر کے دن نبی کریم ﷺ کھائے بغیر نہ نکلتے، اور عیدالاضحیٰ کے دن نماز [عید] پڑھنے تک کچھ تناول نہ فرماتے"۔

اور سنن ابن ماجہ کے الفاظ یوں ہیں:

"وَكَانَ لَا يَأْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ حَتّٰى يَرْجِعَ".(۳)

"آپ ﷺ قربانی کے دن [نماز عید سے] واپس پلٹنے تک کچھ تناول نہ فرماتے"۔

ج: نماز عیدالاضحیٰ سے پہلے کھانے کی اجازت:

۱۔ ملاحظہ ہو: مرجع سابق ۲/۴۴۷۔

۲۔ جامع الترمذي، أبواب العيدين، باب في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ۱/۳۸۰۔۳۸۱ (ط: دار الكتاب العربي ببيروت)۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ۱/۱۶۸)۔

۳۔ سنن ابن ماجه، أبواب ما جاء في الصيام، باب في الأكل يوم الفطر قبل أن يخرج، جزء من رقم الحديث ۱۷۵۶، ۱/۳۲۲۔

اگر کوئی شخص نماز عید الاضحیٰ سے پہلے کچھ تناول کر لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ امام بخاریؒ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے ماموں حضرت ابو بردۃ بن نیار ؓ نے آنحضرت ﷺ کو بتلایا کہ انہوں نے نماز عید سے پہلے ایک بکری ذبح کی اور نماز کے لئے نکلنے سے پہلے کھانا تناول کر لیا۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ". (۱)

"تمہاری بکری تو گوشت کی بکری ہے"۔ [یعنی یہ تو قربانی کے لئے نہیں بلکہ گوشت حاصل کرنے کے لئے ذبح کی گئی ہے]

جیسا کہ اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز عید سے پہلے ذبح شدہ بکری کے متعلق تو فرمادیا کہ وہ قربانی کی بکری نہیں لیکن نماز عید سے پہلے حضرت ابو بردہ ؓ کے کھانا تناول کرنے پر کچھ اعتراض نہیں فرمایا۔ اگر نماز عید سے پیشتر کھانا تناول کرنا گناہ کا سبب ہوتا تو آپ ﷺ اس بات پر بھی ضرور تنبیہ فرمادیتے۔



۴۔ عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا

سنت یہ ہے کہ نماز عید عید گاہ میں ادا کی جائے متعدد احادیث شریف سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز عید گاہ ہی میں پڑھایا کرتے تھے۔ انہی احادیث میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ انظر: صحیح البخاري، کتاب العیدین، باب الأکل یوم النحر، رقم الحدیث ۹۵۵، ۲/۴۴۷ - ۴۴۸۔

۱۔امام بخاریؒ نے حضرت ابوسعید خدری ﷜ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰی إِلَی الْمُصَلّٰی".(۱)

"رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے"۔

حافظ ابن حجرؒ نے کتاب [أخبار المدینة] سے نقل کیا ہے کہ:

"المصلّٰی [عیدگاہ] مدینہ میں ایک معروف جگہ ہے۔اس کے اور مسجد کے دروازے کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کی مسافت ہے"۔(۲)

علامہ عینیؒ حدیث شریف کے فوائد بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"عیدگاہ کی طرف [نماز عید کے لئے] نکلا جائے گا اور بلاضرورت مسجد میں نماز عید نہ پڑھی جائے گی"(۳)۔

۲۔امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ:"کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَغْدُوْ إِلَی الْمُصَلّٰی ، وَالْعَنْزَةُ بَیْنَ یَدَیْهِ ، تُحْمَلُ ، وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰی بَیْنَ یَدَیْهِ ، فَیُصَلِّي إِلَیْهَا".(۴)

۱۔صحیح البخاري ، کتاب العیدین ، باب الخروج إلی المصلّٰی بغیر منبر ، جزء من رقم الحدیث ۹۵۶، ۲/ ۴۴۸ – ۴۵۰۔

۲۔فتح الباري ۲/ ۴۴۹۔

۳۔عمدة القاري ۶/ ۲۸۰– ۲۸۱۔

۴۔صحیح البخاري ، کتاب العیدین ، باب حمل العنزة أو الحربة بین یدي الإمام یوم العید ، رقم الحدیث ۹۷۳، ۲/ ۴۶۳۔

”نبی کریم ﷺ عید گاہ کی طرف جایا کرتے تھے اور نیزہ آپ کے آگے ہوتا۔ نیزہ کو عید گاہ میں لے جا کر آپ کے سامنے نصب کیا جاتا اور آپ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے“۔

امام ابن قیمؒ تحریر کرتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز عید گاہ میں ادا فرماتے۔ ایک روایت کے مطابق ---بشرط ثبوت روایت--- آپ ﷺ نے صرف ایک مرتبہ بارش کی بنا پر مسجد میں نماز عید پڑھی۔ آپ ﷺ کی دائمی سنت اس کو عید گاہ میں ادا کرنا تھا۔ (۱)

امام بغویؒ فرماتے ہیں: ”سنت یہ ہے کہ نماز عید کے لئے عید گاہ کی طرف نکلا جائے، تاہم عذر کی صورت میں نماز مسجد میں ادا کی جائے گی“ (۲)

عذر کی صورت میں نماز عید ادا کرنے کے بارے میں امام ابن حزمؒ تحریر کرتے ہیں:

”وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا صَلَّيَا الْعِيْدَ بِالنَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ لِمَطَرٍ وَقَعَ يَوْمَ الْعِيْدِ“۔ (۳)

”ہم نے حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عید کے دن بارش ہونے کی بنا پر لوگوں کو مسجد میں نماز عید پڑھائی“۔



۱۔ زاد المعاد ۱/۱۲۱ باختصار۔

۲۔ شرح السنة ۴/۲۹۴؛ نیز ملاحظہ ہو: المغني ۳/۲۶۰۔

۳۔ المحلّی ۵/۱۲۸-۱۲۹۔

۵۔ عورتوں کا عید گاہ جانا

رب العزت کی توفیق سے عورتوں کے عید گاہ جانے کے بارے میں گفتگو درج ذیل چار نکات کے ضمن میں کی جارہی ہے:

ا۔ نبی کریم ﷺ نے مسلمان عورتوں کو عیدین کے موقع پر عید گاہ جانے کا حکم دیا ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

''أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى، اَلْعَوَاتِقَ، وَالْحُيَّضَ، وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ. فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ''.

فَقُلْتُ: ''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِحْدَانَا لَا يَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ''

قَالَ: ''لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا''.[1]

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں [عید گاہ] لے جائیں، جوان لڑکیوں، حیض والی عورتوں اور پردہ نشین خواتین کو بھی۔ ہاں حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں۔ [لیکن] وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں''۔[2]

ا۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة العیدین، باب ذکر إباحة خروج النساء في العیدین إلی المصلّی وشهود الخطبة، مفارقات للرجال، رقم الحدیث ۱۲ (---)، ۲/۶۰۶۔

۲۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے: ''قالت: ''اَلْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ.'' (مرجع سابق ۲/۶۰۶) انہوں [ام عطیہ

میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کسی ایک کے پاس جلباب نہ ہو'' [یعنی وہ کیا کرے؟]

آپ نے فرمایا: ''اس کی بہن اس کو اپنی چادر اوڑھا دے''۔ (۱)

علامہ شوکانیؒ اس حدیث شریف کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: ''یہ حدیث اور اس کے ہم معنی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سب عورتوں کا عیدین کے موقع پر عیدگاہ جانا مستحب ہے خواہ وہ غیر شادی شدہ ہوں یا شادی شدہ، جوان ہوں یا بوڑھی، حیض والی ہوں یا دوسری۔ البتہ عدت والی عورتیں یا جن کے جانے میں فتنے کا اندیشہ ہو، یا کوئی اور عذر ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں''۔ (۲)

امام ابن قدامہؒ نے اپنی کتاب [المغنی] میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد بعض ایسے حضرات کے اقوال نقل کیے ہیں جو عورتوں کے عیدگاہ جانے کو پسند نہیں کرتے۔ پھر اس بارے میں انتہائی زوردار، موثر اور عظیم الشان تبصرہ صرف ایک جملے میں بایں الفاظ کیا ہے: ''وَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تُتَّبَعَ''. (۳)

رضی اللہ عنہا] نے کہا: ''حیض والی عورتیں لوگوں کے پیچھے رہیں اور لوگوں کے ساتھ تکبیریں کہیں''۔

۱۔ ترمذی کی روایت میں ہے: ''قال: "فَلْتُعِرْهَا أُخْتُهَا مِنْ جَلْبَابِهَا." [''اس کی بہن اپنی جلباب اس کو عاریتاً دے دے''] (جامع الترمذي، أبواب العيدين، باب خروج النساء في العيدين، ۱/ ۳۷۹۔ (ط: دار الكتاب العربي بيروت)۔

۲۔ نيل الأوطار ۳/ ۳۵۴۔

۳۔ المغني ۳/ ۲۶۵۔

"رسول اللہ ﷺ کی سنت سب سے زیادہ اتباع کی حق دار ہے"۔

مزید برآں رسول کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل میں مسلمان عورتیں آپ کے زمانہ مبارک میں عید گاہ حاضر ہوتیں تھی۔ امام بخاریؒ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

"قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى، فَبَدأَ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ خَطَبَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ، فَذَكَّرَهُنَّ، وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ ﷺ". (۱)

"نبی کریم ﷺ عید الفطر کے دن اٹھے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ [خطبہ سے] فارغ ہو کر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت بلال ﷺ کے ہاتھ پر ٹیک لگائے وعظ و نصیحت فرمائی"۔

۳۔ آنحضرت ﷺ کی اپنی پردہ نشین جوان عورتیں بھی عید گاہ میں حاضر ہوتیں تھیں۔ امام احمدؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

"قَدْ كَانَتْ تَخْرُجُ الْكِعَابُ مِنْ خِدْرِهَا لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي الْعِيْدَيْنِ". (۲)

۱۔ صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب موعظة الإمام النساء يوم العيد، جزء من رقم الحديث ۹۷۸، ۲/۴۶۶۔

۲۔ الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل، أبواب العيدين، باب مشروعية خروج النساء إلى العيدين، رقم الحديث ۱۶۲۸، ۶/۱۲۴۔ حافظ ہیثمیؒ نے اس کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ: "احمد نے اس کو روایت کیا ہے اور ان کے روایت کرنے والے صحیح کے روایت کرنے والے ہیں"۔ (مجمع الزوائد ۲/۲۰۰)۔

"رسول اللہ ﷺ کی جوان عورتیں اپنے پردے [گھر] سے عیدین کے لئے جاتی تھیں"۔

۴۔ یہاں یہ بات انتہائی قابل توجہ ہے کہ جہاں عورتوں کے لئے عیدگاہ جانا سنت سے ثابت ہے وہاں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ درج ذیل باتوں کا شدت سے اہتمام کریں:

ا۔ باپردہ حالت میں عیدگاہ جائیں۔ جیسا کہ پہلی حدیث سے واضح ہے کہ جس عورت کے پاس [جلباب] نہ ہو آپ ﷺ نے اس کو [جلباب] کے بغیر جانے کی اجازت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ اس کی مسلمان بہن عاریتاً [جلباب] اس کو دے دے۔

اور [جلباب] سے مراد جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے۔ وہ اوڑھنی ہے جو اوپر سے لے کر نیچے تک سارے جسم کو چھپا دے۔[1]

اور اسی [جلباب] کے لٹکانے کا اللہ تعالیٰ نے سب مسلمان عورتوں کو اس آیت کریمہ میں حکم دیا ہے: [يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ][2]

[ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی اوڑھنی لٹکا لیا کریں]

اور [يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ] کی تفسیر میں قاضی بیضاویؒ تحریر

ا۔ ملاحظہ ہو: تفسیر القاسمي ۱۳/ ۲۰۸۔

۲۔ سورة الأحزاب /جزء من الآية ۵۹۔

کرتے ہیں:

''یُغَطِّیْنَ وُجُوْهَهُنَّ وَأَبْدَانَهُنَّ بِمَلاَحِفِهِنَّ إِذَا بَرَزْنَ لِحَاجَةٍ''.(۱)

''جب کسی ضرورت کے لئے نکلیں تو اپنی اوڑھنیوں سے اپنے چہروں اور جسموں کو چھپا کر نکلیں''۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عیدگاہ جانے والی مسلمان عورتیں اسی طرح باپردہ ہو کر نکلیں جس طرح باپردہ ہو کر نکلنے کا اللہ اور رسول کریم ﷺ نے حکم دیا ہے۔

ب: اسی طرح عیدگاہ جانے والی عورت پر لازم ہے کہ وہ بغیر خوشبو استعمال کیے جائے۔

امام ابوداودؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لاَ تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ، وَلٰکِنْ لِیَخْرُجْنَ، وَهُنَّ تَفِلاَتٍ''.(۲)

''اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔ لیکن وہ بھی بغیر خوشبو لگائے نکلیں''۔

ایک اور حدیث میں ہے جس کو امام نسائیؒ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''أَیُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰی قَوْمٍ لِیَجِدُوْا مِنْ رِیْحِهَا فَهِيَ

۱۔ تفسیر البیضاوي ۲/۲۵۲۔

۲۔ سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلی المسجد، رقم الحدیث ۵۶۱، ۲/۱۹۲۔

زَانِيَةٌ". (۱)

"جو عورت خوشبو استعمال کر کے لوگوں کے پاس سے گزرے تا کہ اس کی خوشبو ان تک پہنچے وہ عورت بدکار ہے"۔

ج: اسی طرح عیدگاہ جانے والی عورت آنے جانے کے دوران عید گاہ میں غیر محرم مردوں کے ساتھ اختلاط سے مکمل اجتناب کرے۔ امام ابوداؤدؒ نے حضرت ابواسید انصاری ؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

"انہوں نے مسجد کے باہر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جب کہ راستے میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا:

"اِسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّه لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ . عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ". (۲)

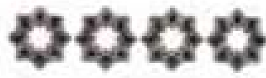
"پیچھے ہٹ جاؤ۔ تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ راستے کے درمیان میں چلو۔ راستے کے کناروں میں چلو"۔

اس حدیث کے بارے میں شیخ البانیؒ نے تحریر کیا ہے کہ یہ [حسن صحیح] ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن أبي داود ۱/۱۱۳)

۱۔ سنن النسائي ، كتاب الزينة ، ما يكره للنساء من الطيب ، ۸/۱۵۳۔
شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ۳/۱۰۴۹)۔

۲۔ سنن أبي داود ، كتاب الأدب ، باب في مشي النساء مع الرجال في الطريق ، رقم الحديث ۵۲۶۱ ، ۱۴/۱۲۷۔
شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۳/۹۸۹)۔

[اس کے بعد] عورت دیوار کے ساتھ اس قدر چمٹ کر چلتی تھی کہ اس کی اوڑھنی دیوار کے ساتھ اٹکتی تھی''۔



۶۔ بچوں کو عید گاہ لے جانا

عیدین کے موقع پر بچوں کو عید گاہ لے جانا سنت سے ثابت ہے۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:

''خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى، فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ، فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ''.[۱]

''میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ (عید گاہ کی طرف) نکلا، آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے۔ انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا''۔

ایک دوسری روایت سے ثابت ہے کہ اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بچے تھے۔[۲]

امام بخاریؒ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

[بَابُ خُرُوجِ الصِّبْيَانِ إِلَى الْمُصَلَّى][۳]

۱۔ صحیح البخاري، کتاب العیدین، باب خروج الصبیان إلی المصلّی، رقم الحدیث ۹۷۵، ۲/۴۶۴۔

۲۔ ملاحظہ ہو: مرجع سابق، باب العلَم الذي بالمصلّی، رقم الحدیث ۹۷۷، ۲/۴۶۵۔

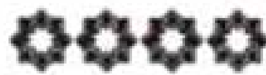
۳۔ مرجع سابق ۲/۴۶۴۔

[بچوں کو عیدگاہ کی طرف جانے کے متعلق باب]

حافظ ابن حجرؒ اس عنوان کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

اگر چہ وہ بچے [اپنی کم سنی کی بنا پر] نماز نہ پڑھیں۔ زین بن منیرؒ نے کہا: مؤلف نے [نماز عید کے لئے جانا] کی بجائے [عیدگاہ کی طرف جانا] کے عنوان کو ترجیح دی ہے تاکہ عیدگاہ جانے میں سب بچے شریک ہوں خواہ وہ نماز ادا کرتے ہوں یا [اپنی صغرسنی کی بنا پر] نماز ادا نہ کرتے ہوں۔ (۱)

تنبیہ: بچوں کے سرپرست حضرات اس بات کا خیال رکھیں کہ بچے نظم وضبط کو خراب نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے شور وغل اور کھیل کود کے سبب لوگوں کی نماز میں خلل پیدا ہو۔ (۲)



۷۔ تکبیرات پکارتے ہوئے عیدگاہ جانا

مردوں کو عیدگاہ کی طرف تکبیرات پکارتے جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) (۳)

[ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تم [رمضان کے روزوں کی] گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی

۱۔ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/ ۴۶۴۔ نیز دیکھئے: عمدة القاري ۶/ ۲۹۷۔
۲۔ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/ ۴۶۶۔
۳۔ سورة البقرة/ جزء من الآية ۱۸۵۔

ہدایت پر اس کی تکبیر کہو [بڑائیاں بیان کرو] اور اس کا شکر کرو]

حافظ ابن کثیرؒ تحریر کرتے ہیں کہ علماء کی ایک کثیر تعداد نے اس آیت سے عیدالفطر میں تکبیرات کہنے کی مشروعیت کا استنباط کیا ہے۔ (۱)

علاوہ ازیں امام ابن اُبی شیبہ نے حضرت زھریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ:

''أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ ، فَيُكَبِّرُ ، حَتّٰى يَأْتِيَ الْمُصَلّٰى ، وَحَتّٰى يَقْضِيَ الصَّلَاةَ ، فَإِذَا قَضَى الصَّلَاةَ ، قَطَعَ التَّكْبِيْرَ''. (۲)

''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن تکبیریں کہتے ہوئے عید گاہ کی طرف روانہ ہوتے، نماز ادا کرنے تک تکبیروں کا سلسلہ جاری رکھتے، جب نماز ادا کر لیتے تو تکبیریں کہنا ترک کر دیتے''۔

مزید برآں امام ابن اُبی شیبہؒ اور امام بیہقیؒ نے نافعؒ سے روایت نقل کی ہے کہ:

''عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَغْدُوْ يَوْمَ الْعِيْدِ

۱۔ ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ۱/ ۲۳۲-۲۳۳؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ۲/ ۳۰۶؛ وزاد المسير ۱/ ۱۸۸۔

۲۔ المصنف ، كتاب الصلوات ، في التكبير إذا خرج إلى العيد ، ۲/ ۱۶۴۔

شیخ البانیؒ نے اس حدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ: اگر یہ حدیث [مرسل] نہ ہوتی تو اس کی سند [صحیح] ہے۔ البتہ امام بیہقی نے جو [موصول] حدیث روایت کی ہے اس کی وجہ سے یہ حدیث [قوی] ہو گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة ، رقم الحديث ۱۷۱ ، ۱/ ۲/ ۱۱۹).

وَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ الإِمَامُ“.(۱)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روزِ عید بلند آواز سے تکبیریں کہتے ہوئے روانہ ہوتے۔ اور یہ سلسلہ امام کے آنے تک جاری رکھتے“۔

مذکورہ بالا حدیث شریف پر تبصرہ کرتے شیخ البانیؒ تحریر کرتے ہیں کہ: ”یہ حدیث عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے جہری آواز سے تکبیریں کہنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے اور مسلمانوں کا اس پر ہمیشہ عمل رہا ہے۔ اگرچہ اب بہت سے لوگوں نے دینی جذبہ کی کمزوری اور اظہار سنت میں جھجک کی بنا پر اس بارے میں اس قدر سستی شروع کردی ہے کہ یہ سنت قصہ پارینہ بنتی نظر آرہی ہے“۔(۲)

تنبیہ: یہاں اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ لوگوں کا مل کر ایک آواز میں تکبیریں کہنا ثابت نہیں، اور ہم سب کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بہترین طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے: ”وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ“.(۳)



۱۔ المصنف، کتاب الصلوات، في التكبير إذا خرج إلى العيد، ۲/۱۶۴؛ والسنن الكبرىٰ، کتاب صلاة العيدين، باب التكبير ليلة الفطر ويوم الفطر، وإذا غدا إلى صلاة العيد، ۳/۲۹۴۔ متن میں الفاظِ حدیث المصنف کے ہیں۔

۲۔ ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۱۷۱، ۱/۲/۱۲۱۔

۳۔ ایضاً: ۱/۲/۱۲۱۔

۸۔ تکبیرات کہنے کا وقت ابتدا اور انتہا

عیدین میں تکبیرات کہنے کے آغاز اور اختتام کے بارے میں قدرے تفصیل سے ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے گفتگو کی جارہی ہے:

ا۔ عید الفطر میں تکبیرات کہنے کا وقت آغاز واختتام:

امام طبریؒ نے ابن زیدؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

''حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ إِذَا نَظَرُوْا إِلَى هِلَالِ شَوَّالٍ أَنْ يُكَبِّرُوا اللهَ حَتَّى يَفْرُغُوْا مِنْ عِيْدِهِمْ، لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى ذِكْرُهُ، يَقُوْلُ: (وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ)(۱)''(۲)

''شوال کا چاند دیکھنے پر مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تکبیر کہیں اور تکبیر کہنے کا یہ سلسلہ عید سے فارغ ہونے تک جاری رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے: ''اور تا کہ تم [رمضان کے روزوں کی] گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی تکبیر کہو]''

امام ابن قدامہؒ نے اس بارے میں تحریر کیا ہے: ''مذکورہ آیت کریمہ کی بنا پر دونوں عید کی راتوں میں (۳) سب لوگ خواہ وہ مسافر ہوں یا مقیم اپنی مسجدوں، گھروں اور راستوں میں بآواز بلند تکبیر کہیں''۔ (۴)

۱۔ سورة البقرة / جزء من الآية ۱۸۵۔

۲۔ تفسير الطبري، رقم الرواية ۲۹۰۳، ۳/۴۷۹؛ نیز ملاحظہ ہو: زاد المسير ۱/۱۸۸، وتفسير البغوي ۱/۱۵۳۔

۳۔ عید کی رات سے مراد روز عید سے پہلے والی رات ہے۔

۴۔ المغني ۳/۲۵۵۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ تحریر کرتے ہیں کہ: ''عید الفطر میں تکبیر کا آغاز چاند دیکھنے سے اور اختتام عید سے فارغ ہونے پر ہے۔ اور عید سے فارغ ہونے سے۔ صحیح قول کے مطابق۔ مراد یہ ہے کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے''۔ (۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عید الفطر میں تکبیر شوال کا چاند دیکھنے سے لے کر امام کے خطبہ عید سے فارغ ہونے تک کہی جائے۔

ب۔ عید الاضحیٰ میں تکبیرات کہنے کا وقت آغاز واختتام:

اس بارے میں حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں: ''اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں۔ حضرات صحابہ کے اقوال میں سے سب سے زیادہ صحیح قول حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہے کہ تکبیر یوم عرفہ کی صبح سے منیٰ کے آخری دن تک ہے''۔ (۲)

بعض علماء کی رائے میں یہ تکبیرات صرف فرض نمازوں کے بعد ہے لیکن امیر المومنین عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ دیگر اوقات میں بھی تکبیرات پکارا کرتے تھے۔ امام بخاری نے اس بارے میں تحریر کیا ہے:

''بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ

وَكَانَ عُمَرُ ﷺ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتَّى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا . وَكَانَ ابْنُ

۱۔ مجموع الفتاویٰ ۲۴/ ۲۲۱۔

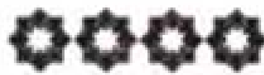
۲۔ فتح الباري ۲/ ۴۶۲؛ نیز ملاحظہ ہو: عمدۃ القاري ۶/ ۲۹۳۔

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُكَبِّر بِمِنَى تِلْكَ الأَيَّام ، وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ ، وَعَلَى فِرَاشِه ، وَفِيْ فُسْطَاطِه ، وَمَمْشَاهُ تِلْكَ الأَيَّام جَمِيْعاً". (۱)

"منیٰ کے دنوں میں اور عرفات کی طرف روانگی کے وقت تکبیر کہنے کے متعلق باب:

منیٰ میں حضرت عمرؓ اپنے خیمے میں تکبیر کہتے تو مسجد والے ان کی تکبیر کو سن کر تکبیر کہتے۔ اور [مسجد والوں کی تکبیر سن کر] بازاروں والے تکبیر کہتے یہاں تک کہ منیٰ تکبیر کی آواز سے گونج اٹھتا تھا

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان سب دنوں میں نمازوں کے بعد، اپنے بستر پر، اپنے خیمے میں، اپنی مجلس، اور اپنی راہ میں تکبیر کہا کرتے تھے"۔



۹۔ تکبیرات کے الفاظ

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ تکبیر کے بارے میں میرے محدود علم میں کوئی حدیث نہیں البتہ حضرات صحابہ ؓ کے الفاظ تکبیر کا ذکر کتب حدیث میں موجود ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تین روایات کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے:

۱۔ حافظ ابن حجرؒ نے تحریر کیا ہے کہ: الفاظ تکبیر کے بارے میں سب سے صحیح روایت وہ ہے جس کو امام عبد الرزاقؒ نے حضرت سلمان ؓ سے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "كَبِّرُوْا اللّٰهَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، أَللّٰهُ

۱۔ صحيح البخاري ، كتاب العيدين ، ۲/ ۴۶۱۔

أَكْبَرُ كَبِيْرًا ". (۱) اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو: "اَللهُ أَكْبَر ، اَللهُ أَكْبَر ، أَللهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا".

ب: امام ابن ابی شیبہؒ نے ابوالاحوصؒ سے روایت نقل کی ہے کہ "عَنْ عَبْدِاللهِ ﷺ أنه كَانَ يُكَبِّرُ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ : أَللهُ أَكْبَرُ ، أَللهُ أَكْبَرُ ، لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ ، وَاللهُ أَكْبَرُ ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ". (۲)

حضرت عبداللہ [بن مسعود] ﷺ ایامِ تشریق میں بایں الفاظ تکبیر کہتے تھے:

"أَللهُ أَكْبَرُ ، أَللهُ أَكْبَرُ ، لاَ إِلٰـهَ إِلاَّ اللهُ ، وَاللهُ أَكْبَرُ ، وَلِلّٰـهِ الْحَمْدُ".

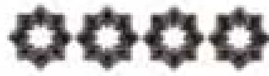
ج: امام ابن ابی شیبہ نے عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کیا: "أَنَّـه كَـانَ يَقُوْلُ : "أَللهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ، أَللهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ، أَللهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ ، أَللهُ أَكْبَرُ ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ". (۳)

وہ [تکبیرات میں] کہا کرتے تھے: "أَللهُ أَكْبَـرُ كَبِيْـرًا ، أَللهُ أَكْبَـرُ كَبِيْرًا ، أَللهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ ، أَللهُ أَكْبَرُ ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ".

الفاظ تکبیر کے متعلق --واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب-- یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ مخصوص الفاظ کی پابندی نہیں ، البتہ حضرات صحابہ ﷺ میں سے کسی

۱۔فتح الباري ۲/ ۴۶۲۔
۲۔المصنف ، کتاب الصلوات ، کیف یکبر یوم عرفة ، ۲/ ۱۶۷۔شیخ البانیؒ نے اس کی اسناد کو [صحیح] قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: إرواء الغلیل ۳/ ۱۲۵)۔
۳۔المصنف ، کتاب الصلوات ، کیف یکبر یوم عرفة ، ۲/ ۱۶۸۔

ایک سے ثابت شدہ الفاظ میں تکبیر کہنا زیادہ پسندیدہ ہے۔



۱۰۔ تکبیرات کون کہے؟

رب کریم کی توفیق سے اس سوال کا جواب درج ذیل دو نکات کے ضمن میں پیش کیا جارہا ہے:

ا:۔ عیدین کے موقع پر سب اہل اسلام تکبیرات کہیں۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی تکبیرات کہیں۔ امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے: ''وَكَانَتْ مَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ، وَكُنَّ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ ﷺ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى لَيَالِي التَّشْرِيْقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ''.(۱)

''حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا قربانی کے دن تکبیر کہتی اور عورتیں تشریق کی راتوں میں (۲) ابان بن عثمان ﷺ (۳) اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیچھے مسجد میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں تھیں''۔

ب:۔ بیماری کے دنوں والی عورتیں بھی تکبیرات کہیں۔ امام بخاریؒ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ''كُنَّا

۱۔ صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب التكبير أيام منیٰ، وإذا غدا إلى عرفة، ۲/۴۸۱۔

۲۔ (تشریق کی راتیں): گیارہ، بارہ، تیرہ ذوالحجہ کی راتیں۔

۳۔ (ابان بن عثمان ﷺ): یہ حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے صاحبزادے ہیں اور عبدالملک بن مروان کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے گورنر تھے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/۴۶۲)۔

نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيْدِ ، حَتّٰى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا ، حَتّٰى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيْرِهِمْ ، وَيَدْعُوْنَ بِدُعَائِهِمْ ، يَرْجُوْنَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَه". (۱)

"ہمیں روز عید [عید گاہ کی طرف] نکلنے کا حکم دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ہم دوشیزاؤں کو ان کے پردوں سے نکالیں اور حیض والی عورتوں کو بھی نکالیں البتہ وہ لوگوں کے پیچھے رہیں، اور ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہیں، اور ان کی دعا کے ساتھ دعا کریں، وہ سب [عید گاہ میں حاضر ہونے والے مسلمان مرد اور عورتیں] اس دن کی برکت اور گناہوں کی معافی کی امید رکھتے ہیں"۔

تنبیہ: البتہ عورتیں ایسی آواز سے تکبیر نہ کہیں کہ ان کی آواز مردوں تک پہنچے۔



۱۱۔ نماز عیدین کا حکم

عیدین کی نماز ادا کرنا اہل اسلام پر فرض ہے۔ اس بارے میں چند ایک دلائل درج ذیل ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) (۲)

[ترجمہ: لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے]

ا۔ صحيح البخاري كتاب العيدين ، باب التكبير أيام منى ، وإذا غدا إلى عرفة ، رقم الحديث ۹۷۱ ، ۲/ ۴۶۱۔

ا۔ سورة الكوثر /الآية ۲۔

امام قرطبیؒ نے حضرات ائمہ قتادۃ، عطاء، عکرمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ) سے مراد قربانی کے دن نمازِ عید ہے۔[1]

حافظ ابن جوزیؒ نے (فَصَلِّ لِرَبِّكَ) کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ: اس نماز کے بارے میں تین اقوال ہیں اور ان میں سے پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نماز عید ہے۔[2]

مذکورہ بالا حضرات ائمہ کی تفسیر کے مطابق اللہ عزوجل نے نماز عید پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کسی بات کا حکم دینا اس بات کی فرضیت اور وجوب پر دلالت کرتا ہے۔[3]

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی نمازِ عید ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ امام ابوداودؒ نے حضرت عمیر بن انس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے چچاؤں سے، جو کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ روایت بیان کی ہے کہ:

"أَنَّ رَكْبًا جَاءُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُوْنَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوْا، وَإِذَا أَصْبَحُوْا يَغْدُوْا إِلَى مُصَلَّاهُمْ".[4]

"سواروں کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی۔ اور اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے کل شام [شوال کا] چاند دیکھا تھا۔ آپ نے

۱۔ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۲۰/۲۱۸۔

۲۔ ملاحظہ ہو: زاد المسير ۹/۲۴۹۔

۳۔ ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع ۱/۲۷۵۔

۴۔ سنن أبي داود، باب تفريع أبواب الجمعة، باب إذ لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من الغد، رقم الحديث ۱۱۵۴، ۱۳/۴۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی اسناد کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ المرام ص ۹۷)۔

حکم دے دیا کہ روزہ افطار کردو اور کل صبح [نماز عید کے لئے] عیدگاہ آ جاؤ"۔

اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرات صحابہ کو نماز عید کے لئے نکلنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اور کسی کام کے کرنے کے بارے میں آپ ﷺ کا حکم دینا اس عمل کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو بھی عیدگاہ جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ امام مسلمؒ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

"أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى الْعَوَاتِقَ ، وَالْحُيَّضَ ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ".

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں [عیدگاہ] لے جائیں ، جوان لڑکیوں ، حیض والی عورتوں اور پردہ نشین خواتین کو بھی۔ البتہ حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں اور وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں"۔

[حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں] میں نے عرض کیا: "یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِحْدَانَا لَا يَكُوْنَ لَهَا جِلْبَابٌ".

[یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی کے پاس جلباب نہیں ہوتی]

آپ ﷺ نے فرمایا: "لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا".[1]

"اس کی بہن اس کو اپنی جلباب اوڑھا دے"۔

ا۔ حوالہ حدیث کے لئے ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۲۹۔

جب آنحضرت ﷺ کی طرف سے مسلمان عورتوں کے عید گاہ جانے کی اس قدر شدید تاکید ہے تو مسلمان مردوں کا، نماز عید ادا کرنے کی غرض سے عید گاہ جانا کس قدر ضروری ہوگا۔

۴۔ عید اور جمعہ ایک دن ہونے کی صورت میں نماز عید ادا کی جاتی ہے، اور عام لوگوں پر جمعہ کی فرضیت باقی نہیں رہتی۔ امام ابن ماجہؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے: کہ انہوں نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو عیدیں [عید اور جمعہ] اکٹھی ہو گئیں تو آپ نے لوگوں کو نماز [عید] پڑھائی اور پھر فرمایا: ''مَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ ''.(۱)

''جو جمعہ کے لئے آنا چاہے آجائے، اور جو نہ آنا چاہے نہ آئے''۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ نماز جمعہ فرض ہے اور اگر نماز عید فرض نہ ہوتی تو اس کی وجہ سے نماز جمعہ کی فرضیت کس طرح ساقط ہوسکتی تھی؟

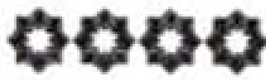
۵۔ نبی کریم ﷺ نے نماز عیدین شروع کرنے سے لے کر آخر زندگی تک ادا فرمائی اور کبھی بھی اس کو ترک نہ کیا۔ امام ابن قدامہؒ نماز عیدین کے وجوب کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: ''وَمُدَاوَمَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى فِعْلِهَا ''.(۲)

''نبی کریم ﷺ کا اس کو ہمیشہ ادا کرنا''۔

۱۔ سنن ابن ماجه ، أبواب إقامة الصلاة ، باب ما جاء إذا اجتمع العيدان في يوم ، رقم الحديث ۱۳۰۶ ، ۱/ ۲۳۸ ۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجه ۱/ ۲۲۰)۔

۲۔ المغني ۳/ ۲۵۴۔

۶۔ نماز عیدین اسلام کے ظاہری شعائر میں سے ہے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے ہم نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ یہ سب پر واجب ہے۔[۱]



۱۲۔ نماز عیدین کا وقت

نماز عیدین کا وقت طلوع آفتاب کے بعد نفلی نماز ادا کرنے کا وقت ہے۔

امام ابوداودؒ نے یزید بن خمیر رجبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ میں لوگوں کے ساتھ (عیدگاہ کی طرف) نکلے۔ انہوں نے امام کے دیر کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا:

"إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ"، وَذٰلِكَ حِيْنَ التَّسْبِيْحِ.[۲]"[۳]

"ہم تو اس وقت فارغ بھی ہو چکے ہوتے تھے"، اور وہ وقت نماز چاشت کا تھا"

علامہ محمد شمس الحق عظیم آبادیؒ تحریر کرتے ہیں کہ: "عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث نماز عید جلد ادا کرنے کی مشروعیت، اور زیادہ تاخیر کرنے کی کراہت پر

۱۔ ملاحظہ ہو: مجموع الفتاویٰ ۲۳/۱۶۱۔

۲۔ (وذلك حين التسبيح): امام سیوطیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: "وہ نماز چاشت ادا کرنے کا وقت تھا"۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۳/۳۴۲)۔

۳۔ سنن أبي داود، تفریع أبواب الجمعة، باب وقت الخروج إلى العيد، رقم الحديث ۱۱۳۲، ۳/۳۴۲۔ امام نوویؒ نے اس حدیث کو صحیح مسلم کی شرط پر [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۳/۳۴۳)۔

دلالت کرتی ہے''۔(۱)

نمازعید کے جلدی ادا کرنے کی مشروعیت پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس کو امام بخاریؒ نے حضرت براءؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ:
''نبی کریمﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا:

''إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ، ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَر ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا .''(۲)

''یقیناً پہلا کام جس کے ساتھ ہم اپنے اس دن کا آغاز کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نماز ادا کرتے ہیں۔پھر واپس جا کر قربانی کرتے ہیں۔جس شخص نے اسی طرح کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا''

امام بخاریؒ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:
[باب التبكير إلى العيد](۳) [عید کے لئے جلدی کرنے کے متعلق باب]

حافظ ابن حجرؒ تحریر کرتے ہیں:''یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عید کے دن نماز عید اور اس کے لئے روانگی کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں۔اور اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ نماز عید سے پہلے دوسرا کوئی اور کام نہ کیا جائے۔اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز عید جلد ادا کی جائے''۔(۴)

۱۔عون المعبود ۳/۳۴۳۔
۲۔صحيح البخاري ، كتاب العيدين ، باب التبكير إلى العيد ، جزء من رقم الحديث ۹۶۸ ، ۲/۴۵۶۔
۳۔ مرجع سابق ۲/۴۵۶۔
۴۔فتح الباري ۲/۴۵۷ ؛ نیز ملاحظہ ہو : عمدة القاري ۶/۲۸۸۔

تنبیہ: البتہ نبی کریم ﷺ نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے ادا کرتے تھے۔ امام ابن قیمؒ نے تحریر کیا ہے: ''وَكَانَ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ عِيْدِ الْفِطْرِ ، وَيُعَجِّلُ الْأَضْحَى.''(۱)

''آنحضرت ﷺ نماز عید الفطر [قدرے] تاخیر سے ادا کرتے تھے اور نماز عید الاضحیٰ جلدی ادا کرتے تھے''۔



۱۳۔ نماز عیدین سے پہلے اذان واقامت یا اور کوئی ندا نہیں

مولائے کریم کی توفیق سے اس بارے میں گفتگو درج ذیل تین نکات کے ضمن میں کی جارہی ہے:

ا۔ نبی کریم ﷺ نماز عیدین بغیر اذان اور اقامت کے ادا فرماتے:

امام مسلمؒ نے حضرت جابر بن سمرۃ ؓ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.''(۲)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو مرتبہ نہیں، متعدد مرتبہ، بلا اذان واقامت کے پڑھی۔''

جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت خلافت ہوئی تو

۱۔ زاد المعاد ۱/۱۲۱۔

۲۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، رقم الحدیث ۷ (۸۸۷)، ۲/۶۰۴۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں اسی سنت پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ امام مسلمؒ نے عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت ہوئی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ پیغام بھیجا:

"أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ لِلصَّلاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ ، فَلا تُؤَذِّنْ لَهَا." (1)

"عیدالفطر کی نماز کے لئے اذان نہ دی جاتی تھی۔ تم بھی اس کے لئے اذان نہ دینا۔"

امام مالکؒ اس بارے میں فرماتے ہیں:

"أَنَّهُ سَمِعَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ يَقُوْلُ : "لَمْ يَكُنْ فِي عِيْدِالْفِطْرِ ، وَلاَ فِي الأَضْحَى نِدَاءٌ ، وَلاَ إِقَامَةٌ مُنْذُ زَمَانِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَوْمِ." (2)

"انہوں نے اپنے کئی ایک علماء سے سنا: "رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔"

اس کے بعد امام مالکؒ تحریر کرتے ہیں:

"وَتِلْكَ السُّنَّةُ الَّتِيْ لاَ اخْتِلاَفَ فِيْهَا عِنْدَنَا." (3)

"اور یہ ایسی سنت ہے کہ اس کے بارے میں ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں"۔

۲۔ اذان واقامت کے علاوہ نماز عیدین کے لئے کوئی اور ندا یا بلاوہ دینا

۱۔ مرجع سابق، رقم جزء من الحديث ۶/(۸۸۶)، ۲/۶۰۴۔

۲۔ الموطأ، كتاب العيدين، باب العمل في غسل العيدين و النداء فيهما والإقامة، ۱/۱۷۷۔

۳۔ مرجع سابق ۱/۱۷۷۔

بھی سنت سے ثابت نہیں۔

امام مسلمؒ نے عطاء سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ: "مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ:

"أَنْ لَّا أَذَانَ لِلصَّلاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الإِمَامُ ، وَلاَ بَعْدَ مَا يَخْرُجُ، وَلاَ إِقَامَةَ ، وَلاَ نِدَاءَ ، وَلاَ شَيْءَ ، لاَ نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ ، وَلاَ إِقَامَةَ."(۱)

"عیدالفطر کے دن نماز کے لئے اذان نہیں، نہ امام کے نکلنے کے وقت، اور نہ اس کے نکلنے کے بعد، اور نہ تو اقامت ہے اور نہ ندا، اور نہ کچھ اور۔ اس دن ندا نہیں ہے اور نہ اقامت۔"

۳۔ بعض حضرات کی رائے میں نماز عیدین کے لئے [اَلصَّلاةُ جَامِعَةٌ] [نماز کھڑی ہو رہی ہے] کے الفاظ کے ساتھ آواز لگائی جائے۔ امام ابن قدامہؒ نے اس بارے میں بڑا عمدہ، موثر اور مختصر تبصرہ بایں الفاظ کیا ہے:

"وَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تُتَّبَعَ."(۲)

"اتباع کا سب سے زیادہ حق سنت رسول اللہ ﷺ کا ہے"۔

امام ابن قیمؒ اس بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"وَكَانَ ﷺ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْمُصَلَّى أَخَذَ فِي الصَّلاةِ مِنْ غَيْرِ أَذَانٍ ، وَلاَ إِقَامَةٍ ، وَلاَ قَوْلِ : "اَلصَّلاةُ جَامِعَةٌ" ، وَالسُّنَّةُ أَنْ لاَ يُفْعَلَ

۱۔ صحیح مسلم ، کتاب صلاة العیدین ، رقم الحدیث ۵ (۸۸۶) ، ۲/۶۰۴۔

۲۔ المغنی ۳/۲۶۸۔

شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ. ''[۱]

''آنحضرت ﷺ جب عید گاہ تشریف لے آتے تو اذان، اقامت اور [الصلاۃ جامعۃ] کے الفاظ کہے بغیر نماز شروع کر دیتے اور سنت یہی ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کی جائے۔''

سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ ابن بازؒ اس بارے میں تحریر کرتے ہیں:

''إِنَّ النداء لِلْعيد بِدْعَةٌ بِأيِّ لَفْظٍ كَانَ . وَاللّٰه أعلم. ''[۲]

''عید کے لئے کسی بھی لفظ کے ساتھ نداء کرنا یقیناً بدعت ہے۔ واللہ اعلم۔''



۱۴۔ عید گاہ میں سترے کا اہتمام کرنا

رسول اللہ ﷺ نماز عید میں اپنے سامنے سترہ رکھنے کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ:

''أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ، فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَفْعَل ذٰلِكَ

۱۔ زاد المعاد ۱/۴۴۲۔

۲۔ ملاحظہ ہو: هامش فتح الباري للشيخ ابن باز ۲/۴۵۲۔

فِي السَّفَرِ. ''(۱)

''رسول اللہ ﷺ جب روز عید [عید گاہ کی طرف] نکلتے تو اپنے سامنے خنجر گاڑنے کا حکم دیتے۔ پھر اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھاتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے۔ اور آپ سفر میں بھی ایسے ہی کرتے۔''

امام حضرات کو بھی چاہیے کہ عید گاہ میں نماز عید پڑھاتے وقت اپنے سامنے سترہ رکھنے کا اہتمام کریں۔ البتہ اگر عید گاہ میں دیوار وغیرہ کا سترہ موجود ہو تو تب اور کسی چیز کا سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عید گاہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے خنجر کو بطور سترہ گاڑے جانے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''وَذٰلِكَ أَنَّ الْمُصَلّٰى كَانَ فَضَاءً ، لَيْسَ شَيْءٌ يُسْتَتَرُ بِهِ. ''(۲)

''اور یہ [خنجر کو سترے کی غرض سے گاڑنا] اس لئے تھا کیونکہ عید گاہ کھلی جگہ تھی وہاں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کو بطور سترہ استعمال کیا جاتا۔''



۱۔ صحيح البخاري ، كتاب الصلاة ، باب سترة الإمام سترة من خلفه ، جزء من رقم الحديث ۴۹۴، ۱/۵۷۳۔

۲۔ ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجه ، أبواب إقامة الصلوات ، باب ما جاء في الحربة في يوم العيد ، جزء من رقم الحديث ۱۲۹۷ ، ۱/۲۳۷؛ وصحيح ابن خزيمة ، جماع أبواب صلاة العيدين ، باب الخبر المفسّر للعلّة في إخراج العنزة إلى المصلّى ، جزء من رقم الحديث ۱۴۳۵ ، ۲/۳۴۴-۳۴۵۔ شیخ البانی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ۱/۲۱۹)

۱۵۔ نمازِ عید کی رکعتیں

نمازِ عید میں دو رکعت ہیں۔ حضرات ائمہ احمد، نسائی اور ابن خزیمہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَان، وَصَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَان، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَان، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ، عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم.''(۱)

''نمازِ سفر دو رکعت ہے، نمازِ عید الاضحیٰ دو رکعت ہے، نمازِ عید الفطر دو رکعت ہے اور نمازِ جمعہ دو رکعت ہے۔ مکمل ہیں قصر نہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق''۔(۲)



۱۔ المسند، رقم الحديث ۲۵۷، ۱/۳۶۷ (ط: مؤسسة الرسالة)؛ وسنن النسائي، كتاب صلاة العيدين، عدد صلاة العيدين، ۳/۱۸۳؛ وصحيح ابن خزيمة، جماع أبواب صلاة العيدين، باب عدد ركعات صلاة العيدين، رقم الحديث ۱۴۲۵، ۲/۳۴۰۔ الفاظ حدیث المسند کے ہیں۔ امام نوویؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: المجموع ۵/۲۱)؛ شیخ البانیؒ نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ۱/۳۴۳)؛ شیخ شعیب ارناؤوط اور ان کے رفقا نے اس کی اسناد کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱/۳۶۷)

۲۔ یعنی ان چاروں نمازوں کی دو دو رکعتیں قصر کی وجہ سے نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق ان کی رکعتوں کی اصل تعداد ہی دو دو ہے۔

۱۶۔ عیدین میں تکبیرات زائدہ کی تعداد اور وقت

نماز عیدین دیگر نمازوں کی طرح دو رکعت نماز ہے۔ البتہ اس میں تکبیرات زائدہ ہیں۔ ان تکبیرات کی تعداد اور وقت کے بارے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں اور دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد اور قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں۔ اس بارے میں چند ایک دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی نماز عید میں تکبیرات زائدہ کی تعداد کے بارے میں امام احمدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ:

''أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي عِيْدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيْرَةً: سَبْعًا فِي الْأُوْلٰى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔''(۱)

''یقیناً نبی کریم ﷺ نے [نماز] عید میں بارہ تکبیریں کہیں۔ سات پہلی

۱۔ المسند، رقم الحديث ۶۶۸۸، ۱۰/۱۶۵؛ وسنن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلاة، باب ما جاء كم يكبر الإمام في صلاة العيدين، رقم الحديث ۱۲۷۱، ۱/۲۳۳۔ الفاظ حدیث مسند الإمام أحمد کے ہیں اور اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تحریر کیا ہے: ''ورواه أحمد وأبو داود وابن ماجه والدار قطني من حديث عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده، وصحّحه أحمد وعلي والبخاري فيما حكاه الترمذي۔'' (التلخيص الحبير ۲/۸۵) [''اس کو احمد، ابوداود، ابن ماجہ اور دار قطنی نے عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی کے بیان کے مطابق احمد، علی [ابن المدینی] اور بخاری نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے''۔] امام نوویؒ فرماتے ہیں: ''عمرو

[رکعت] میں، اور پانچ دوسری میں آپ نے عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی۔''

امام احمدؒ نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا: ''وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى هٰذَا.''

''میرا طریقہ اس کے مطابق ہے۔''(۱)

۲۔ تکبیرات زائدہ کی تعداد اور وقت کے متعلق آنحضرت ﷺ کی امت کو رہنمائی کے بارے میں امام ابوداود نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اَلتَّكْبِيْرُ فِي الْفِطْرِ سَبْعٌ فِي الْأُوْلٰى، وَخَمْسٌ فِي الْآخِرَةِ، وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلْتَيْهِمَا.''(۲)

[عید] الفطر میں پہلی [رکعت] میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ ہیں۔ اور قراءت دونوں [رکعت کی تکبیروں] کے بعد ہے۔''

۳۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب ؓ کی نماز عیدین میں تکبیرات زائدہ

، بن شعیب کی یہ حدیث [صحیح] ہے۔ ابوداود وغیرہ نے اس کو احادیث حسنہ کے ساتھ روایت کیا ہے'' (المجموع ۲۱/۵)۔ شیخ احمد محمد شاکرؒ نے اس کی اسناد کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۰/۱۶۵)۔ شیخ البانیؒ نے اس کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ۱/۲۱۵)۔

۱۔ المسند ۱۰/۱۶۵۔

۲۔ سنن أبي داود، باب تفريع أبواب الجمعة، باب التكبير في العيدين، رقم الحديث ۱۱۴۸، ۴/۶. شیخ البانیؒ نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۱/۲۱۳)۔

کی تعداد کے متعلق امام عبدالرزاقؒ نے حضرت جعفر بن محمدؒ سے روایت کی ہے اورانہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

''عليّ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الأَضْحٰى وَالْفِطْرِ وَالاِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا فِي الأُوْلٰى ، وَخَمْسًا فِي الأُخْرٰى. ''(۱)

''حضرت علی ﷺ [عید] الاضحیٰ اور [عید] الفطر اور [نماز] استسقاء میں پہلی [رکعت] میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہتے۔''

۴۔ حضرت ابوہریرہ ﷺ کی نماز عیدین میں تکبیرات زائدہ کی تعداد اور وقت کے سلسلے میں امام مالکؒ نے حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''شَهِدْتُ الأَضْحٰى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ، فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الأُوْلٰى سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ، وَفِي الآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. ''(۲)

۱۔ المصنف ، كتاب صلاة العيدين ، باب التكبير في الصلاة يوم العيد ، جزء من رقم الرواية ۵/۷۸ ، ۳/۲۹۲. نیز ملاحظہ ہو: المحلّی ۵/۱۲۲ ؛ وكتاب المجموع ۵/۲۵۔

۲۔ الموطأ ، كتاب العيدين ، باب ما جاء في التكبير والقراءة في صلاة العيدين ، رقم الرواية ۸، ۱/۱۸۰.

نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق ، كتاب صلاة العيدين ، باب التكبير في الصلاة يوم العيد ، رقم الرواية ۵۶۸۰، ۳/۲۹۲ ؛ ومصنف ابن أبي شيبة ، كتاب الصلوات ، في التكبير في العيدين واختلافهم فيه ۲/۱۷۳ ؛ وشرح السنة ، باب تكبيرات صلاة العيد والقراءة فيها ، ۴/۳۰۹ ؛ والمحلّی ۵/۱۲۳۔

''میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر ادا کی تو انہوں نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔''

امام مالکؒ اس روایت کے نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں:

''وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.''(۱)

''[تکبیرات کہنے کا] ہمارے ہاں بھی یہی طریقہ ہے۔''

۵۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح تکبیریں کہیں ۔امام ابن ابی شیبہ نے ثابت بن قیسؒ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

''صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى الْفِطْرَ، فَكَبَّرَ فِی الْأُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.''(۲)

''میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی امامت میں [عید نماز] الفطر پڑھی تو انہوں نے پہلی [رکعت] میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں، اور دوسری میں قراءت سے پہلے پانچ۔''



۱۔ الموطأ، كتاب العيدين، باب ما جاء في التكبير والقراءة في صلاة العيدين، ۱/ ۱۸۰۔

۲۔ المصنف، كتاب الصلوات، في التكبير في العيدين واختلافهم فيه، ۲/ ۱۷۸۔

۱۷۔ تکبیرات زائدہ کے ساتھ رفع الیدین

عیدین کی تکبیرات زائدہ کے ساتھ رفع الیدین کے متعلق میرے ناقص علم کے مطابق نبی کریم ﷺ سے صراحۃً کوئی حدیث ثابت نہیں۔ اس موقع پر رفع الیدین کو مستحب قرار دینے والے علمائے امت کے دلائل میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے۔ اس بات پر دلالت کرنے والی احادیث میں سے ایک حدیث وہ ہے جس کو امام احمدؒ نے حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ:

"رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَرْفَعُ یَدَیْہِ مَعَ التَّکْبِیْرِ." (۱)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے دیکھا۔"

۲۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق امام بیہقیؒ نے روایت بیان کی ہے کہ وہ نماز عیدین میں تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔ (۲)

حافظ ابن حجرؒ التلخیص الحبیر میں نقل کرتے ہیں:

"قولہ: "عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِي التَّکْبِیْرَاتِ"

۱۔ المسند ۴/۳۱۶۔ (ط: المکتب الإسلامي)۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغلیل ۳/۱۱۳)۔

۲۔ ملاحظہ ہو: السنن الکبریٰ، کتاب صلاۃ العیدین، باب رفع الیدین في تکبیر العید، رقم الروایۃ ۶۱۸۹، و ۶۱۹۰، ۳/۴۱۲-۴۱۳؛ والمغني ۳/۲۷۳۔

رواه البيهقى وفيه ابنُ لَهِيْعَة.''[1]

''ان کا قول: ''حضرت عمر ؓ کے بارے میں روایت بیان کی گئی ہے کہ وہ تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے'' بیہقی نے اس کو روایت کیا ہے اور اس [کی اسناد] میں ابن لھیعة ہے۔''

اور حافظ ہیثمیؒ [ابن لھیعة] کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

''ابنُ لَهِيْعَة: وَحَدِيْثُه حَسَنٌ وَفِيْهِ ضَعْف.''[2]

''ابن لھیعة: اس کی حدیث حسن ہے اور اس میں ضعف ہے [یعنی ابن لھیعة میں ضعف ہونے کے باوجود اس کی حدیث [حسن] کے درجہ کی ہے]۔

٣۔ امام ابن قیمؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔[3]



١٨۔ تکبیرات زائدہ کے درمیان وقفہ اور ذکر

عیدین کی تکبیرات زائدہ کے درمیان نبی کریم ﷺ سے کوئی متعین ذکر یا دعا ثابت نہیں، البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے، نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے اور اپنے لئے دعا کی جائے۔ امام بیہقیؒ نے علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ حضرات صحابہ ابن مسعود، ابوموسیٰ اور حذیفہ ؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا:

١۔ التلخیص الحبیر: ٢/ ٨٦۔

٢۔ مجمع الزوائد ٧/ ١٧١، نیز ملاحظہ ہو: مرجع سابق ٧/ ١٧٠۔

٣۔ ملاحظہ ہو: زاد المعاد ١/ ٤٤٣۔

''عید قریب آ چکی ہے اس میں تکبیرات کس طرح ہیں؟''

عبداللہ [بن مسعود] رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَبْدَأُ فَتُكَبِّر تَكْبِيْرَةً تَفْتَتِحُ بِهَا الصَّلاةَ وَتَحْمَدُ رَبَّكَ وَتُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ تَدْعُوْ وَتُكَبِّر ، وَتَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ تُكَبِّر ، وَتَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ تُكَبِّرُ وَتَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ تَقْرَأُ الخ.[1]

اللہ اکبر کہہ کر نماز [عید] شروع کرنا۔ اپنے رب کی حمد بیان کرنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا، پھر دعا کرنا، اور اللہ اکبر کہنا، اور اسی طرح کرنا[2]، پھر اللہ اکبر کہنا، اور اسی طرح کرنا پھر اللہ اکبر کہنا اور اسی طرح کرنا پھر اللہ اکبر کہنا پھر قرأت کرنا الخ

امام بیہقی نے اس روایت کے نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے:

''وَهٰذَا مِنْ قَوْلِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ مَوْقُوْفٌ عَلَيْهِ فَنُتَابِعُه فِي الْوُقُوْفِ بَيْنَ كُلِّ تَكْبِيْرَتَيْنِ لِلذِّكْرِ إِذْ لَمْ يُرْوَ خِلَافُه عَنْ غَيْرِه.''[3]

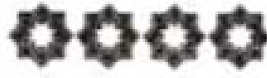
''یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے اور ہم ہر دو تکبیر کے درمیان ذکر کرنے کے لئے ٹھہرنے کے مسئلہ میں ان کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ

۱۔ السنن الكبرى ، كتاب صلاة العيدين ، باب يأتي بدعاء الافتتاح عقيب تكبيرة الافتتاح ، ثم يقف بين كل تكبيرتين يهلل الله تعالى ويكبره ويحمده ويصلي على النبي صلی اللہ علیہ وسلم ، جزء من رقم الرواية ٦١٨٦ ، ٣/٤١٠-٤١١ ۔ نیز ملاحظہ ہو: المجموع ٥/٢١ ؛ والمغني ٣/٢٧٤-٢٧٥ ؛ والتلخيص الحبير ٢/٨٦ ؛ وإرواء الغليل ٣/١١٤-١١٥ ۔

۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور دعا کرنا۔

۳۔ السنن الكبرى ٣/٤١١۔

اس بارے میں ان کی رائے کے خلاف کسی [یعنی نبی کریم ﷺ اور دیگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم] سے کچھ نقل نہیں کیا گیا''۔



۱۹۔ عید کی دو رکعتوں میں قرأت

نمازِ عیدین میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد قرأت کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے درج ذیل دو طریقے ثابت ہیں:

۱۔ پہلی رکعت میں سورۃ [ق] اور دوسری میں [القمر] پڑھی جائے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ:

''أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : ''مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي الأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟''

فَقَالَ: ''كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا [ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ] وَ [اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ].''[۱]

''یقیناً حضرت عمر بن خطاب نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہما سے پوچھا: ''عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں رسول اللہ ﷺ کیا پڑھا کرتے تھے؟''

تو انہوں نے کہا: ''آپ ان میں [ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ] اور [اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ] پڑھا کرتے تھے۔''

۲۔ پہلی رکعت میں سورۃ [الأعلی] اور دوسری میں سورۃ [الغاشية]

۱۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب ما يقرأ به في صلاة العيدين، رقم الحديث ۱۴ (۸۹۱)، ۲/۶۰۷۔

پڑھی جائے۔امام مسلمؒ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ [سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى] و [هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ]''.

قال : ''وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ ، يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ.''(۱)

''رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ میں [سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى] اور [هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ] پڑھتے''۔

انہوں نے [یہ بھی] کہا کہ: ''جب عید اور جمعہ ایک دن میں اکھٹے ہو جاتے تو آپ دونوں نمازوں میں انہی دونوں سورتوں کی تلاوت فرماتے۔''



۲۰۔نماز عید خطبہ سے پہلے ادا کی جائے

سنت یہ ہے کہ پہلے نماز عید ادا کی جائے پھر خطبہ عید شروع کیا جائے۔یہ بات متعدد احادیث میں بیان کی گئی ہے ان میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱۔امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ﷺ ، فَكُلُّهُم كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ

۱۔صحيح مسلم ، كتاب الجمعه ، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة ، قم الحديث ۶۲ (۸۷۸) ، ۲/۵۹۸.

الْخُطْبَةِ. "(۱)

"میں رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید کے موقعوں پر حاضر ہوا وہ سب نماز [عید] خطبہ سے پہلے ادا کرتے تھے۔"

۲۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: "کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. "(۲)

"رسول اللہ ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ [عیدین] سے پہلے پڑھتے تھے۔"

۳۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى الْمُصَلّٰى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلاَةَ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ - وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلَى صُفُوْفِهِمْ - فَيَعِظُهُمْ، وَيُوْصِيْهِمْ، وَيَأْمُرُهُمْ. فَإِنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثاً قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ

۱۔ متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب العیدین، باب الخطبة بعد العیدین، رقم الحدیث ۹۶۲، ۲/۴۵۳؛ وصحیح مسلم، کتاب صلاة العیدین، رقم الحدیث ۱ (۸۸۴)، ۲/۶۰۲۔ اور الفاظ حدیث صحیح بخاري کے ہیں۔

۲۔ متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب العیدین، باب الخطبة بعد العیدین، رقم الحدیث ۹۶۳، ۲/۴۵۲؛ وصحیح مسلم، کتاب صلاة العیدین، رقم الحدیث ۸ (۸۸۸)، ۲/۶۰۵۔ اور الفاظ حدیث صحیح بخاري کے ہیں۔

بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ."

قَالَ أَبُوْ سَعِيْد ﷺ : "فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ –وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ – فِيْ أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ ، فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُ أَنْ يَرْتَقِيَه قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ ، فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ ، فَجَبَذَنِيْ ، فَارْتَفَعَ ، فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

فَقُلْتُ لَه : "غَيَّرْتُمْ وَاللهِ."

فَقَالَ : "أَبَا سَعِيْد ! قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَم."

فَقُلْتُ : "مَا أَعْلَمُ وَاللهِ ! خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَم."

فَقَالَ : "إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ ، فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةَ."(1)

"نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عید گاہ پہنچ کر سب سے پہلے نماز [عید] ادا فرماتے، پھر [نماز سے فارغ ہوکر] لوگوں کی طرف کھڑے ہوکر وعظ و نصیحت فرماتے، [نیکی کا] حکم دیتے اور [اس دوران] لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ اگر آپ کوئی لشکر روانہ کرنا چاہتے یا حکم دینا چاہتے تو کر دیتے۔ اس کے بعد آپ واپس تشریف لے آتے۔

لوگ اسی طریقے پر کاربند رہے یہاں تک کہ میں عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر مدینہ کے گورنر مروان کے ہمراہ عید گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب ہم عید

۱۔ صحیح البخاري ، کتاب العیدین ، باب الخروج إلی المصلی بغیر منبر ، رقم الحدیث ۹۵۶ ، ۲/۴۴۸ – ۴۴۹ ۔

گاہ پہنچیں تو وہاں ایک منبر موجود تھا جس کو کثیر بن صلت نے تعمیر کیا تھا۔ مروان نے اس منبر پر نماز سے پہلے چڑھنے کا ارادہ کیا تو میں نے اس کے کپڑے کو کھینچا اور اس نے مجھے کھینچا۔ [تاہم] وہ منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا۔

میں نے اس سے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! تم نے [مسنون طریقہ کو] تبدیل کر دیا ہے۔''

اس نے کہا: ''ابوسعید! جس بات کا تمہیں علم ہے وہ تو ختم ہو چکی ہے۔''

میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! جس بات کا مجھے علم ہے وہ اس بات سے اعلیٰ ہے جس کا مجھے علم نہیں۔''

اس نے کہا: ''نماز کے بعد لوگ ہمارے [یعنی ہمارا خطبہ سننے کے] لئے نہیں بیٹھتے تھے اس لئے میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا ہے۔''

اور صحیح مسلم میں ہے: قُلْتُ : ''أَيْنَ الاِبْتِدَاءُ بِالصَّلَاةِ ؟''

فَقَالَ : ''لاَ ، يَا أَبَا سَعِيْد ! قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَم.''

قُلْتُ : ''كَلَّا ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! لاَ تَأْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِمَّا أَعْلَم.'' (ثَلَاثَ مِرَارٍ ، ثُمَّ انْصَرَفَ).''[1]

میں نے کہا: ''[خطبہ کی بجائے] نماز کے ساتھ آغاز کرنا کہاں گیا؟''

اس نے کہا: نہیں، اے ابوسعید! جس طریقے کی تجھے خبر ہے وہ چھوڑا جا چکا ہے۔''

میں نے کہا: ''ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان

۱۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة العیدین، جزء من رقم الحدیث ۹ (۸۸۹)، ۲/۶۰۵۔

ہے! جس طریقے کا مجھے علم ہے تم اس سے بہتر طریقہ نہیں لا رہے ہو" (انہوں نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی، پھر پیچھے ہٹ گئے)۔

مذکورہ بالا احادیث شریفہ سے جو باتیں معلوم ہوتی ہیں ان میں سے تین مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ رسول کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نماز عید، خطبہ عید سے پہلے ادا کرتے تھے۔

۲۔ نماز عید سے پہلے خطبہ دینے کی ابتدا گورنر مدینہ مروان نے کی۔

۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مروان کے اس عمل پر شدید تنقید کی۔

امام نوویؒ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ارشاد [جس طریقے کا مجھے علم ہے تم اس سے بہتر طریقہ نہیں لا رہے ہو] کے بارے میں تحریر کیا ہے:

"هُوَ كَمَا قَالَ لأَنَّ الَّذِي يَعْلَمُ هُوَ طَرِيْقُ النَّبِيِ ﷺ، وَكَيْفَ يَكُوْنُ غَيْرُهُ خَيْرًا مِنْه؟"[1]

"ان کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کیونکہ جس طریقے کا انہیں علم ہے وہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے، اور ان کے مقابلے میں کسی اور کا طریقہ کیونکر اچھا ہو سکتا ہے؟"

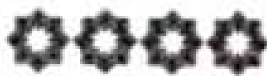
امام ابن قدامہؒ خطبہ عید کے نماز عید کے بعد ہونے کے دلائل نقل کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

"فَعَلَى هٰذَا مَنْ خَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهُوَ كَمَنْ لَمْ يَخْطُبْ، لأَنَّه خَطَبَ فِي غَيْرِ مَحَلِّ الْخُطْبَةِ، أَشْبَه مَالَوْ خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ

۱۔ شرح النووي ۶/۱۷۸۔

بَعْدَ الصَّلاَةِ.‘‘(۱)

’’اس بنا پر جس شخص نے نماز عید سے پہلے خطبہ دیا گویا کہ اس نے خطبہ ہی نہیں دیا کیونکہ اس نے بے محل خطبہ دیا۔ اس کی مثال قریبا ایسی ہے کہ وہ خطبہ جمعہ، نماز جمعہ کے بعد دے‘‘۔



۲۱۔ عیدین کے موقع پر عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنا

رسول اللہ ﷺ نے عید کے موقع پر عورتوں کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

’’قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ، فَصَلَّى، فَبَدأَ بِالصَّلاَةِ، ثُمَّ خَطَبَ. فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ.‘‘(۲)

’’نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کے دن نماز پڑھائی۔ آپ نے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ سے فارغ ہونے پر آپ عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔‘‘

امام بخاریؒ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے۔

۱۔ المغني ۳/۲۷۷۔

۲۔ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب موعظة الإمام النساء يوم العيد، جزء من رقم الحديث ۹۷۸، ۲/۴۶۶؛ وصحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، جزء من رقم الحديث ۳/۸۸۵، ۲/۶۰۳۔

[بَابُ مَوْعِظَةِ الإِمَامِ النِسَاءِ يَوْمَ الْعِيْدِ] (۱)

[امام کا عورتوں کو عید کے دن وعظ و نصیحت کرنا]

خطیب حضرات کو نبی کریم ﷺ کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے عیدین کے موقع پر عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ امام عطاءؒ نے جب مذکورہ بالا حدیث اپنے شاگرد ابن جریج رحمہ اللہ کو بتلائی تو انہوں نے اپنے استاد سے استفسار کیا:

''أَتُرَى حَقًّا عَلَى الإِمَامِ ذَلِكَ، وَيُذَكِّرُهُنَّ؟''

''کیا امام پر یہ بات لازم ہے کہ خطبہ [عید] سے فارغ ہو کر عورتوں کے پاس جا کر انہیں وعظ و نصیحت کرے؟''

انہوں نے جواب میں فرمایا: ''إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ، وَمَالَهُمْ لاَ يَفْعَلُوْنَهُ؟'' (۲)

''یقیناً ان پر ایسا کرنا لازم ہے اور انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس [سنت] پر عمل نہیں کرتے؟''

تنبیہ: البتہ اب امام کو عورتوں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی وجہ سے اس کا خطبہ عورتوں میں سنا جاتا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ عورتوں کے پاس اس لئے تشریف لے گئے تھے کہ آپ کی آواز انہیں سنائی نہ دی تھی۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

۱۔ صحيح البخاري ۲/ ۴۶۶۔

۲۔ مرجع سابق ۲/ ۴۶۶؛ وصحيح مسلم ۲/ ۶۰۳۔

''أَشْهَدُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ،'' قَالَ : ''ثُمَّ خَطَبَ . فَرَأَى أَنَّه لَمْ يُسْمِعُ النِّسَاءَ ، فَأَتَاهُنَّ ، فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ .''(۱)

''میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور آپ نے خیال فرمایا کہ آپ عورتوں کو خطبہ نہیں سنا سکے تو خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں وعظ ونصیحت فرمائی۔''

لیکن خطبہ میں اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ اس میں عورتوں کے متعلقہ باتیں شامل ہوں تاکہ وہ بھی خطبہ عید کے وعظ ونصیحت میں اپنا حصہ حاصل کر سکیں۔



۲۲۔ عید کی مبارک باد

میرے ناقص علم کے مطابق عید کے بعد ایک دوسرے کو مبارک باد کہنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کچھ ثابت نہیں، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ ذیل میں اس بارے میں دو روایات بتوفیق الٰہی ذکر کی جا رہی ہیں:

۱۔ امام ابن قدامہؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت محمد بن زیادؒ نے بیان کیا:

''كُنْتُ مَعَ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ وَغَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ،

۱۔ صحیح مسلم ، کتاب صلاة العیدین ، جزء من رقم الحدیث ۲ (--) ، ۶۰۲/۲۔

فَكَانُوْا إِذَا رَجَعُوْا مِنَ الْعِيْدِ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ. ''(۱)

''میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا۔ وہ عید سے واپس آنے پر ایک دوسرے سے کہتے تھے: (تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ) [اللہ تعالیٰ ہم سے اور تم سے قبول فرمائے]۔

۲۔ حافظ ابن حجرؒ نے جبیر بن نفیرؒ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

''كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا الْتَقَوا يَوْمَ الْعِيْدِ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : ''تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ. ''(۲)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب عید کے دن ملاقات کرتے تو ایک دوسرے سے کہتے تھے: [تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ].



۲۳۔ نماز عید سے پہلے یا بعد کوئی نفلی نماز نہیں

نماز عید کی صرف دو رکعتیں ہیں ان سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز نہیں۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بایں الفاظ روایت نقل کی ہے:

۱۔ المغني ۳/۲۹۴-۲۹۵ ۔ امام احمدؒ نے اس روایت کی اسناد کو [جید] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مرجع سابق ۳/۲۹۵)۔

۲۔ فتح الباري ۲/۴۴۶ ۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کی اسناد کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مرجع سابق ۲/۴۴۶)۔

''أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا .''(۱)

''یقیناً نبی ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز ادا کی ۔ اس سے پہلے یا بعد میں کوئی [اور نفلی] نماز نہ پڑھی ۔''

البتہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں نماز عید کے بعد مستقل نفلی نماز ادا کرنا چاہے تو ایسا کرنا سنت سے ثابت ہے ۔ امام ابن ماجہؒ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا :

''كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا . فَإِذَا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ .''(۲)

''رسول اللہ ﷺ نماز عید سے پہلے کوئی نماز نہ پڑھتے ۔ اور جب گھر واپس تشریف لے آتے تو دو رکعت نماز [نفل] ادا کرتے ۔''



۲۴ ۔ عید گاہ سے واپسی پر راستے کو تبدیل کرنا

سنت یہ ہے کہ عید گاہ سے واپسی پر جانے والے راستے کی بجائے دوسرا

۱۔ صحيح البخاري ، كتاب العيدين ، باب الخطبة بعد العيد ، جزء من رقم الحديث ۹۶۴ ، ۲/۴۵۳۔

۲۔ سنن ابن ماجه ، أبواب إقامة الصلاة ، باب ما جاء في الصلاة قبل صلاة العيد وبعدها ، رقم الحديث ۱۲۹۳ ، ۱/۲۳۵۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی اسناد کو [حسن] قرار دیا ہے ۔ (ملاحظہ ہو : فتح الباري ۲/۴۷۶) ۔ اور شیخ البانیؒ نے بھی اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے ۔ (ملاحظہ ہو : صحيح سنن ابن ماجه ۱/۲۱۷) ۔

راستہ اختیار کیا جائے۔ امام بخاریؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

''كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ.''(۱)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جاتے وقت ایک راستہ اختیار کرتے اور واپسی کے لئے دوسرا راستہ۔''

حافظ ابن حجرؒ کے بیان کے مطابق علمائے امت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کی حکمت کے بارے میں بیس سے زیادہ اقوال ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ روزِ قیامت دونوں راستے آپ کے حق میں گواہی دیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں راستوں کے جن وانس آپ کے حق میں گواہی دیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ دونوں راستوں کے فرشتے آپ کے حق میں گواہی دیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ اسلامی شعائر کا اظہار دونوں راستوں میں ہو جائے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ دونوں راستوں میں ذکر الٰہی کا اظہار ہو جائے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ منافقوں اور یہودیوں کو جلانے کے لئے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ ان پر اہل اسلام کا رعب ودبدبہ طاری ہو جائے۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ دونوں راستوں کے لوگوں کو آپ کا دیدار نصیب ہو جائے۔ آپ کے گزرنے کی برکت سے وہ فیض یاب ہو جائیں، اور انہیں آپ سے راہنمائی اور تعاون کا یکساں موقع میسر آ جائے۔(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال وافعال کی حکمت کے متعلق دو باتیں ہمیشہ

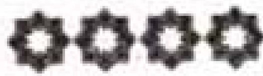
۱۔ صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب من خالف الطريق إذا رجع يوم العيد، رقم الحديث ۹۸۶، ۴۷۲/۲۔

۲۔ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۴۷۳/۲۔

مدنظر رکھنا انتہائی ضروری ہیں:

پہلی بات یہ ہے کہ آپ ﷺ ساری مخلوق میں سے سب سے بڑے دانا اور حکمت ودانش والے ہیں اور آپ کا کوئی عمل بھی خالی از حکمت نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے اعمال کی حکمت کچھ بھی ہو، بلکہ آپ کے کسی عمل کی حکمت تک ہماری رسائی نہ بھی ہو سکے تب بھی یہ بات قطعی اور حتمی ہے کہ ہماری دین ودنیا کی سعادت آپ کی سنت کی بلا چوں وچراں، مکمل اور فوری اتباع میں ہے۔



۲۵۔ چاند کی خبر روز عید آئے تو نماز عید کب پڑھی جائے

اگر انتیس رمضان کی شام کو شوال کا چاند بوجہ بادل دیکھا نہ جا سکے اور اگلے دن لوگ تیس رمضان سمجھ کر روزہ رکھ لیں اور پھر بعد از زوال قرب وجوار سے گزشتہ شب چاند نظر آنے کی موثوقہ اطلاع مل جائے، تو لوگ روزہ افطار کر لیں، البتہ نماز عید اس کے اگلے دن ادا کریں۔ امام احمدؒ نے حضرت ابو عمیر بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ: ''میرے چچاؤں نے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے انصاری ساتھیوں میں سے تھے مجھے یہ حدیث بتلائی کہ: ''غُمَّ عَلَيْنَا هِلَالُ شَوَّالٍ. فَأَصْبَحْنَا صِيَاماً، فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، فَشَهِدُوا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ. فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُفْطِرُوْا مِنْ يَوْمِهِمْ، وَأَنْ يَخْرُجُوْا لِعِيْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ.''(۱)

۱۔ الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل، كتاب الصيام،

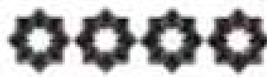
”شوال کا ہلال ابر کی وجہ سے دکھائی نہ دیا ہم نے (دوسرے دن کی) صبح کو روزہ رکھ لیا۔ پھر دن کے آخر میں سواروں کی ایک جماعت آئی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو یہ گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ کھول دیں اور اگلے دن نماز عید کے لیے نکلیں۔“

بعض علمائے امت کی رائے اس سے مختلف ہے۔ امام خطابیؒ ان کی رائے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”قُلْتُ : سُنَّةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَوْلَى ، وَحَدِيْثُ أَبِي عُمَيْرٍ صَحِيْحٌ ، فَالْمَصِيْرُ إِلَيْهِ وَاجِبٌ.“[1]

”میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی سنت سب سے بلند و بالا ہے، ابوعمیر کی حدیث صحیح ہے، لہٰذا اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔“

اور اگر زوال سے پہلے چاند دیکھنے کی اطلاع مل جائے اور زوال سے قبل نماز عید پڑھنا ممکن ہو تو اسی دن زوال آفتاب سے پہلے نماز عید ادا کر لی جائے واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔



باَب من يكتفي بشهادته برؤية الهلال في الصوم والفطر ، رقم الحديث ٥٢، ٩/٢٦٥-٢٦٦۔

شیخ احمد البناؒ نے تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کو حضرات ائمہ ابوداودؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن حبانؒ، طحاویؒ اور دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے۔ امام دار قطنیؒ نے اس کی اسناد کو [حسن] قرار دیا ہے۔ امام بیہقیؒ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأماني ٩/٢٦٦)۔

[1] معالم السنن ١/٢٥٢۔

۲۶۔ نماز عید ادا نہ کر سکنے والا شخص کیا کرے؟

جو شخص بوجہ عذر یا بلا عذر نماز عید ادا نہ کر سکے وہ کیا کرے؟

اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے صراحۃً کوئی بات میرے ناقص اور محدود علم کے مطابق ثابت نہیں، البتہ علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق ایسا شخص چار رکعت نماز ادا کرے۔ انہوں نے فرمایا:

''مَنْ فَاتَهُ الْعِيْدُ مَعَ الإِمَامِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا.''[1]

''جو امام کے ساتھ [نماز] عید نہ پڑھ سکے وہ چار رکعت پڑھے۔''

۲۔ امام بخاریؒ کی رائے میں ایسا شخص دو رکعت اسی طرح ادا کرے جس طرح کہ امام ادا کرتا ہے۔ انہوں نے اس بارے آنحضرت ﷺ کی حدیث، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے عمل، اور حضرت عکرمہ اور حضرت عطاء رحمہما اللہ تعالیٰ کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

''بَابُ إِذَا فَاتَهُ الْعِيْدُ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ، وَكَذٰلِكَ النِّسَاءُ ، وَمَنْ كَانَ فِي الْبُيُوْتِ وَالْقُرٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ''هٰذَا عِيْدُنَا أَهْلَ الإِسْلَامِ'' ، وَأَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ مَوْلَاهُمْ ابْنَ أَبِيْ عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ،

۱۔ فتح الباري ۴/۴۷۵۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کے متعلق تحریر کیا ہے: ''سعید بن منصور نے [صحیح اسناد] کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے'' (مرجع سابق ۴/۴۷۵)۔ نیز ملاحظہ ہو: مصنف ابن أبي شيبه ، كتاب الصلوات ، الرجل تفوته الصلاة في العيد كم يصلي؟ ، ۲/۱۸۳۔

فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيهِ ، وَصَلَّى كَصَلَاةِ أَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ. (۱)

وَقَالَ عِكْرِمَةُ : "أَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُونَ فِي الْعِيدِ يُصَلُّونَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ." (۲)

وَقَالَ عَطَاءٌ : "إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ." (۳) (۴)

"اس بارے میں باب کہ جس شخص کی نماز عید رہ جائے وہ دو رکعت نماز پڑھے۔

اور اسی طرح عورتیں اور گھروں اور دیہاتوں میں موجود دوسرے لوگ (بھی دو رکعت نماز ادا کریں) کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ ہم مسلمانوں کی عید ہے۔" (۵)

مقام زاویہ (۶) میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حکم پر ان کے غلام ابن ابی عتبہ

۱۔ نیز ملاحظہ ہو: مصنف ابن أبي شيبة ، كتاب الصلوات ، ۲/ ۱۸۳۔

۲۔ نیز ملاحظہ ہو: مرجع سابق ، في القوم يكونون في السواد فتحضر الجمعة أو العيد ، ۲/ ۱۹۱۔

۳۔ نیز ملاحظہ ہو: مرجع سابق ، في الرجل تفوته الصلاة مع الإمام عليه التكبير ، ۲/ ۱۹۲۔

۴۔ صحيح البخاري ، كتاب العيدين ، ۲/ ۴۷۴۔

۵۔ امام بخاریؒ کے اس حدیث سے استدلال کا سبب بیان کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے تحریر کیا ہے: حدیث شریف میں عید کا اضافت مسلمانوں کی طرف کی گئی ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ عید بعض لوگوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ سب کی ہے اور چونکہ عید کی عبادت نماز عید ہے اس لئے اس میں سب کا حصہ ہونا چاہیے۔ (ملاحظہ ہو: رسالہ شرح تراجم أبواب صحيح البخاري المطبوع مع صحيح البخاري ص ۲۷)۔

۶۔ (الزاويه): بصرہ سے چھ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ وہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا محل اور کھیت تھے اور وہ وہاں کثرت سے قیام فرمایا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/ ۴۷۵)

نے ان کے اہل وعیال کو جمع کیا اور انہوں نے سب کو نماز عید شہر والوں کی طرح تکبیرات (زائدہ) کے ساتھ پڑھائی۔

اور عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''دیہاتوں والے لوگ جمع ہو کر اسی طرح دو رکعت نماز عید ادا کریں گے جس طرح کہ امام (شہر میں) نماز عید پڑھاتا ہے''

اور عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب اس کی نماز عید رہ جائے تو دو رکعت پڑھے''

اس بارے میں ایک دوسرا سوال یہ ہے کہ دو یا چار رکعتیں کہاں ادا کرے؟ اس سلسلے میں امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''إِنْ شَاءَ مَضَى إِلَى الْمُصَلَّى ، وَإِنْ شَاءَ حَيْثُ شَاءَ.''[1]

''اگر چاہے تو عید گاہ جا کر ادا کر لے، اور اگر کسی اور جگہ ادا کرنا پسند کرے تو وہیں پڑھ لے''۔



۱۷۔ عیدین کے دونوں دنوں میں روزہ کی ممانعت

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دونوں دنوں میں رسول کریم ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس بارے میں متعدد احادیث ہیں ان میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ المغني ۳/۲۸۵۔

۱۔امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابوعبید مولی ابن ازھر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: ”میں عید کے موقع پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا۔انہوں نے فرمایا:

”هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا : يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ ، وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.“(۱)

”ان دو دنوں میں رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا: تمہارے روزے چھوڑنے کا دن (روزوں سے فارغ ہونے کا دن) اور دوسرا دن جس میں تم اپنی قربانیوں [کے گوشت] سے کھاتے ہو۔“

حافظ ابن حجرؒ شرح حدیث میں تحریر کرتے ہیں: ”یہ حدیث عیدین کے دونوں دنوں میں روزے رکھنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، وہ روزے خواہ نذر کے ہوں، یا کفارہ کے، یا نفلی یا حج تمتع کے، اور اس بات پر اجماع ہے۔“(۲)

۲۔امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

”نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى.“(۳)

۱۔متفق علیه : صحيح البخاري ، كتاب الصوم ، باب صوم يوم الفطر ، رقم الحديث ۱۹۹۰ ، ۲۳۹/۴ ؛ وصحيح مسلم ، كتاب الصيام ، باب النهي عن صوم يوم الفطر ويوم الأضحى ، رقم الحديث ۱۳۸ (۱۱۳۷) ، ۷۹۹/۲ ۔الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

۲۔ فتح الباري ۲۳۹/۴ ۔

۳۔صحيح مسلم ، كتاب الصيام ، باب النهي عن صوم يوم الفطر ويوم الأضحى ، رقم الحديث ۱۴۳ (۱۱۴۰) ، ۸۰۰/۲ ۔

''رسول اللہ ﷺ نے دو روزوں سے منع فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے''۔

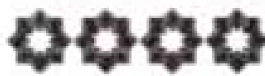
امام نوویؒ نے لکھا ہے: ''وَقَدْ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى تَحْرِيمِ صَوْمِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ بِكُلِّ حَالٍ سَوَاءٌ صَامَهُمَا عَنْ نَذْرٍ أَوْ تَطَوُّعٍ أَوْ كَفَّارَةٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ.''(۱)

''ان دو دنوں میں کسی بھی قسم کے روزے رکھنے کے حرام ہونے پر علماء کا اجماع ہے، خواہ کوئی شخص یہ روزے نذر کے پورا کرنے کی نیت سے رکھے، یا نفلی روزوں کی نیت سے، یا کفارہ کی نیت سے، یا کسی اور نیت سے۔''

علامہ شوکانیؒ ان دو دنوں کے روزوں کی ممانعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''وَالْحِكْمَةُ فِي النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الْعِيْدَيْنِ أَنَّ فِيْهِ إِعْرَاضًا عَنْ ضِيَافَةِ اللهِ تَعَالٰى لِعِبَادِهِ.''(۲)

''ان دو دنوں میں روزے رکھنے کی ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے (تیار کردہ) ضیافت سے اعراض ہے۔''



۲۸۔ جمعۃ المبارک کے دن کی عید

عید ہفتے کے کسی بھی دن ہوسکتی ہے۔ بسا اوقات عید جمعۃ المبارک کے

۱۔ شرح النووي ۷/ ۱۵۔
۲۔ نیل الأوطار ۴/ ۳۵۱-۳۵۲۔

دن ہوتی ہے۔ایسی ہی صورت حال کے متعلق ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پانچ باتیں ذکر کی جا رہی ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں عید جمعۃ المبارک کے دن ہوئی، اسی طرح حضرات خلفاء عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے مقدس زمانوں میں بھی عید جمعۃ المبارک کے دن ہوئی۔

۲۔ جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں اہل اسلام عام دستور کے مطابق نماز عید ادا کریں گے، البتہ جمعہ کے بارے میں انہیں اختیار ہوگا کہ وہ چاہیں تو اس کو ادا کریں اور چاہیں تو اس میں شرکت نہ کریں۔اس بات پر درج ذیل پانچ روایات دلالت کرتی ہیں:

ا۔ امام ابوداودؒ نے ایاس بن ابی رملہ شامیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

''میری موجودگی میں معاویہ بن ابی سفیان نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا:

''أَشَهِدتَّ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عِيْدَيْنِ اجْتَمَعَا فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ؟''

''کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں دو عیدوں [جمعۃ المبارک اور عید الفطر یا عید الاضحیٰ] کو ایک دن میں جمع ہوتے دیکھا؟''۔

قَالَ : ''نَعَمْ.''

انہوں نے جواب میں کہا: ''ہاں''۔

قَالَ : ''فَكَيْفَ صَنَعَ؟''

انہوں [معاویہ رضی اللہ عنہ] نے کہا: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [اس موقع پر] کیا کیا؟''

قَالَ : ''صَلَّى الْعِيْدَ ، ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ ، فَقَالَ : ''مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيْ فَلْيُصَلِّ . '' (۱)

انہوں نے بتلایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید پڑھائی، اور جمعہ کے بارے میں رخصت دی، اور فرمایا: ''جو پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔''

ب: امام ابن ماجہؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:

''اِجْتَمَعَ عِيْدَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ ، ثُمَّ قَالَ : ''مَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ . ''(۲)

ج۔ کنز العمال میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ عید میں فرمایا:

''إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَلْيَرْجِعْ ، فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ . ''(۳)

۱۔ سنن أبي داود ، باب تفریع أبواب الجمعة ، باب إذا وافق یوم الجمعة یوم عید ، رقم الحدیث ۱۰۷۶ ، ۲۸۶/۳ ۔شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۱۹۹/۱)۔

۲۔ سنن ابن ماجه ، أبواب إقامة الصلاة ، باب ما جاء فیما إذا اجتمع العیدان في یوم، رقم الحدیث ۱۳۰۶ ، ۲۳۸/۱ ۔شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجه ۲۲۰/۱)۔

۳۔ کنز العمال رقم الروایة ۲۳۳۰۷۔

''تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں۔ اہل عالیہ(۱) میں سے جو انتظار کرنا پسند کرے وہ انتظار کرے، اور جو واپس جانا چاہے وہ واپس چلا جائے، میں نے اس کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔''

د۔ امام بخاریؒ نے ابو عبیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ ﷺ، وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: ''يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ.''(۲)

''پھر میں عید کے موقع پر حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا۔ انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، اور اس میں فرمایا: ''اے لوگو! بے شک اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں عوالی [مضافات مدینہ طیبہ] کے لوگوں میں سے جو [نماز] جمعہ کا انتظار کرنا چاہے کر لے، اور جو واپس جانا چاہے تو میں نے اس کو [واپس جانے کی] اجازت دے دی۔''

ہ۔ امام عبد الرزاقؒ نے حضرت علی ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''اجْتَمَعَ عِيْدَانِ فِي يَوْمٍ، فَقَالَ: ''مَنْ أَرَادَ أَنْ يُجَمِّعَ فَلْيُجَمِّعْهُ،

۱۔ مضافات مدینہ طیبہ کے رہنے والے۔

۲۔ صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي وما يتزود بها، رقم الرواية ۵۵۷۲، ۱۰/ ۲۴۔

وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ.''(۱)

''[آج کے] دن میں دو عیدیں جمع ہو چکی ہیں جو جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو [اپنے گھر میں] بیٹھنا پسند کرے وہ [گھر میں] بیٹھا رہے۔''

۳۔ جہاں تک امام کا تعلق ہے وہ ایسی حالت میں جمعہ پڑھائے تا کہ جو حضرات جمعہ ادا کرنا چاہیں وہ اس کی امامت میں ادا کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے موقع پر نماز جمعہ پڑھائی۔ درج ذیل دو حدیثیں اس بات پر دلالت کناں ہیں:

ا۔ امام ابوداودؒ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيدَانِ . فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ ، وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ.''(۲)

''تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو چکی ہیں اگر کوئی چاہے تو یہ [نماز عید کا ادا کرنا] جمعہ کے ادا کرنے سے اس کی کفایت کرے گا، اور ہم تو یقیناً جمعہ ادا کرنے والے ہیں۔''

ب۔ امام مسلمؒ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی

ا۔ المصنف ، كتاب صلاة العيدين ، باب اجتماع العيدين ، رقم الرواية ۵۷۳۱ ، ۳/۳۰۵؛ نیز ملاحظہ ہو: مصنف ابن أبي شيبة ، كتاب الصلوات ، في العيدين يجزي أحدهما عن الآخر ، ۲/۱۸۷.

۲۔ سنن أبي داود ، تفريع أبواب الجمعة ، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد ، رقم الحديث ۱۰۶۹ ، ۳/۲۸۹ ۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۱/۲۰۰)۔

ہے کہ انہوں نے کہا:

''كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ ، وَفِي الْجُمُعَةِ [سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی] و [هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ].''

قال : ''وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ.''(۱)

''رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ میں [سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی] اور [هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ] پڑھتے۔''

انہوں نے [یہ بھی] کہا: ''جب عید اور جمعہ ایک دن میں اکھٹے ہو جاتے تو آپ دونوں نمازوں میں انہیں دونوں سورتوں کو پڑھتے۔''

اس حدیث شریف سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ عید اور جمعہ کے ایک دن جمع ہونے کی حالت میں عید اور جمعہ کی دونوں نمازیں ادا کرتے۔ سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ ابن بازؒ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ جمعہ کے امام وخطیب پر واجب ہے کہ وہ عید اور جمعہ کے ایک دن ہونے کی صورت میں مسجد میں آکر جمعہ پڑھائے، نبی کریم ﷺ عید کے دن بھی جمعہ کا اہتمام فرماتے، لوگوں کو نماز عید پڑھاتے، پھر نماز جمعہ بھی پڑھاتے، جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔(۲)

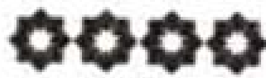
۴۔ ایسی صورت حال میں جو لوگ نماز عید پڑھنے کے بعد نماز جمعہ میں

۱۔ صحيح مسلم ، كتاب الجمعة ، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة ، رقم الحديث ۶۲ (۸۷۸) ، ۲/۵۹۸.

۲۔ ملاحظہ ہو: مجموع ومقالات متنوعہ ۱۲/ ۳۴۱-۳۴۲۔

شریک نہ ہوں ان پر لازم ہے کہ وہ نماز ظہر ادا کریں۔ اس سلسلے میں شیخ ابن بازؒ فرماتے ہیں کہ: ''نماز عید ادا کرنے کے بعد اسی دن کی نماز جمعہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں البتہ نماز جمعہ نہ پڑھنے والے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ نماز ظہر اکیلے یا باجماعت ادا کریں۔''(۱)

۵۔ بعض لوگ عید اور جمعہ کے ایک دن جمع ہونے کو منحوس سمجھتے ہیں، کتاب وسنت سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد بابرکت اور خلفائے ثلاثہ عمر، عثمان اور علی ؓ کے مقدس زمانوں میں عید جمعہ کے دن ہوئی، لیکن آپ ﷺ نے اور خلفائے ثلاثہ ؓ نے لوگوں کو کوئی ایسی بات نہیں بتلائی۔ اگر ان دونوں کے ایک دن اجتماع میں بدشگونی کی کوئی بات ہوتی تو وہ لوگوں کو ضرور اس سے آگاہ فرمادیتے۔



۱۔ ملاحظہ ہو: مرجع سابق ۱۲/ ۳۴۲۔

خاتمہ

سب حمد و ثنا رب علیم و حکیم کے لئے کہ اس کی توفیق سے ناکارے بندے کی یہ حقیر کوشش بظاہر مکمل ہوئی۔ اب اس ہی سے انتہائی عاجزانہ التماس ہے کہ وہ اس کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید بنائے اور شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین یاذالجلال والاکرام۔

خلاصہ کتاب

اس کتابچے میں بیان کردہ مسائل عیدین کا خلاصہ یہ ہے:

روزِ عید غسل کرنا اور بہترین لباس پہننا مستحب ہے۔ عیدالفطر میں نمازِ عید سے پہلے طاق تعداد میں کھجوریں کھانا اور عیدالاضحیٰ میں نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتدا کرنا مسنون ہے۔ نبی کریم ﷺ عیدگاہ میں نماز عید ادا فرمایا کرتے تھے، البتہ بارش کی حالت میں مسجد میں نماز عید ادا کی جاسکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو عیدین کے موقع پر عیدگاہ جانے کا حکم دیا، البتہ عورتوں پر لازم ہے کہ وہ عیدگاہ جاتے وقت گھروں سے نکلنے کے شرعی آداب کی شدت سے پابندی کریں۔ زمانہ نبوت میں بچوں کو بھی عیدگاہ لے جایا جاتا تھا، البتہ سرپرست حضرات بچوں کو نظم وضبط خراب نہ کرنے دیں۔ مسلمان تکبیرات پکارتے ہوئے عیدگاہ کے لئے روانہ ہوں، البتہ ایک آواز میں تکبیرات نہ کہیں کہ ایسا کرنا ثابت نہیں، عورتیں اس بات کا اہتمام کریں کہ

ان کی تکبیرات کی آواز مردوں تک نہ پہنچے۔ عید الفطر میں تکبیرات کہنے کا وقت شوال کا چاند دیکھنے سے لے کر عید سے فارغ ہونے تک ہے، عید الاضحیٰ میں یہ وقت نو ذوالحجہ کی صبح سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کے دن کے آخر تک ہے، تکبیرات کے لئے مخصوص الفاظ کی پابندی نہیں، البتہ حضرات صحابہ میں سے کسی ایک سے ثابت شدہ الفاظ میں تکبیر کہنا زیادہ پسندیدہ ہے۔ عیدین کی نماز ادا کرنا اہل اسلام پر فرض ہے۔ نماز عیدین کا وقت طلوع آفتاب کے بعد نفلی نماز ادا کرنے کا وقت ہے، البتہ نماز عید الفطر کو قدرے تاخیر سے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلدی ادا کرنا مسنون ہے۔ نماز عیدین سے پہلے اذان واقامت یا اور کوئی ندا ثابت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں سترے کا اہتمام فرماتے۔

نماز عید کی دو رکعتیں ہیں۔ نماز عیدین کی دونوں رکعتوں میں عام نمازوں سے زیادہ تکبیرات ہیں، پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں۔ ان تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃ کوئی حدیث میرے محدود علم کے مطابق ثابت نہیں، البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ تکبیرات عید کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔ تکبیرات زائدہ کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی متعین دعا یا ذکر ثابت نہیں البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے، اور اپنے لئے دعا کی جائے۔ نماز عیدین میں سورہ

فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورہ [ق] اور دوسری رکعت میں سورہ [القمر] یا پہلی رکعت میں سورہ [الاعلیٰ] اور دوسری رکعت میں سورہ [الغاشیہ] پڑھنا مسنون ہے۔نماز عید، خطبہ سے پہلے ادا کی جائے۔عیدین کے خطبوں میں عورتوں کو وعظ ونصیحت کرنے کا اہتمام کیا جائے۔عید کے بعد ایک دوسرے کو مبارکباد کہنا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔نماز عید سے پہلے یا بعد کوئی نفلی نماز نہیں، البتہ نماز عید کے بعد گھر میں مستقل نفلی نماز ادا کرنا سنت سے ثابت ہے۔عید گاہ سے واپسی پر راستے کو تبدیل کرنا مسنون ہے۔چاند کی خبر روز عید بعد از زوال آئے تو اگلے دن نماز عید ادا کی جائے، البتہ زوال سے پہلے خبر آنے کی صورت میں اسی دن نماز عید ادا کر لی جائے۔نماز ادا نہ کر سکنے والے شخص کے بارے میں دو اقوال نقل کئے گئے ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ وہ چار رکعتیں پڑھے، دوسرا قول یہ نقل کیا گیا ہے کہ وہ تکبیرات زائدہ کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرے۔عیدین کے دونوں دنوں میں روزہ رکھنے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔جمعۃ المبارک کے دن عید ہونے کی صورت میں عام دستور کے مطابق نماز عید ادا کی جائے گی، البتہ جمعہ کے بارے میں لوگوں کو اختیار ہوگا چاہیں تو وہ اس کو ادا کریں اور چاہیں چھوڑ دیں، البتہ امام جمعہ ضرور پڑھائے تاکہ جو حضرات جمعہ ادا کرنا چاہیں وہ اس کی اقتدا میں ادا کرسکیں، جمعہ ادا نہ کرنے والے لوگ نماز ظہر پڑھیں گے، جمعہ اور عید کا ایک دن میں ہونا کتاب وسنت کی روشنی میں نحوست کی علامت نہیں۔

اپیل

مسلمانان عالم سے اپیل ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں، اور اپنے تمام حالات کے بارے میں کتاب وسنت سے راہ نمائی حاصل کریں، کتاب وسنت کو سیکھیں، دوسروں کو سکھلائیں، خود سمجھیں، دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کریں، خود بھی عمل کریں، دوسروں کو بھی دعوت عمل دیں، کتاب وسنت کی روشنی میں مسائل عیدین سے آگاہی حاصل کریں اور ان پر عمل کریں، دوسروں لوگوں تک ان کو پہنچائیں اور ان پر عمل کی تلقین کریں۔ اسی میں ہم سب کی سعادت مندی، خوش بختی اور کامیابی وکامرانی ہے۔

اللہ رب العالمین ہم سب کو کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **انه سميع مجيب.**

وصلى الله تعالى على نبينا محمد وعلى آله واصحابه واتباعه وبارك وسلم وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.



تم بحمد الله